THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Friday, the June 16, 2023
(330th Session)
Volume VII, No.05
(Nos. 01-06)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad

Volume VII | SP. VII (05)/2023
No.05 | 15

Contents

1. Recitation from the Holy Quran 1
2. Leave of Absence 2
3. Further discussion on the Finance Bill, 2023 3
    - Senator Mushtaq Ahmed 3
    - Senator Rana Maqbool Ahmad 13
4. Introduction of the Elections (Amendment)Bill,2023 20
    - Senator Azam Nazeer Tarar, Minister for Law and Justice 20
    - Senator Dr. Shahzad Waseem, Leader of the Opposition 21
5. Motion under Rule 263 moved for dispensation of Rules 25
6. Consideration and Passage of [The Elections (Amendment) Bill, 2023] 26
    - Senator Dr. Shahzad Waseem, Leader of the Opposition 30
    - Senator Mushtaq Ahmed 31
    - Senator Azam Nazeer Tarar, Minister for Law and Justice 32
    - Senator Syed Yousuf Raza Gillani 34
    - Senator Manzoor Ahmed 36
    - Senator Muhammad Tahir Bizinjo 36
    - Senator Molana Abdul Ghafoor Haideri 37
    - Senator Azam Nazeer Tarar, Minister for Law and Justice 37
    - Senator Dr. Mohammad Hamayun Mohmand 38
7. Motion under Rule 263 moved for dispensation of rules 40
8. Introduction of the Members of Senate (Salaries and Allowances) Bill, 2023 40
9. Consideration and passage of the Members of the Senate (Salaries and Allowances) Bill, 2023 42
10. Introduction of [The Chairman Senate (Salaries, Allowances and Privileges) Bill, 2023] 43
11. Consideration and passage of [The Chairman Senate (Salaries, Allowances and Privileges) Bill, 2023] 44
12. Introduction of [The Deputy Chairman Senate (Salaries, Allowances and Privileges) Bill, 2023] 46
13. Consideration and passage of [The Deputy Chairman Senate (Salaries, Allowances and Privileges) Bill, 2023] 47
    - Senator Irfan-ul-Haque Siddiqui 49
    - Senator Mushahid Hussain Sayed 52
    - Senator Fida Muhammad 53

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Friday, the June 16, 2023

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at forty five minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Muhammad Sadiq Sanjrani) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

مَا یَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَ مَا یُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ
بَعْدِهٖ ؕ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝۲ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ خَالِقٍ
غَیْرُ اللّٰهِ یَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۖؗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝۳ وَ اِنْ
یُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ ؕ وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝۴

ترجمہ: اللہ انسانوں کے لیے جو رحمت (کا دروازہ) کھول دے تو کوئی اس کو بند کرنے والا نہیں اور جو بند کر دے تو اس کے بعد کوئی اس کو کھولنے والا نہیں ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے۔ لوگو اللہ کے جو تم پر احسانات ہیں ان کو یاد کرو۔ کیا اللہ کے سوا کوئی اور خالق (اور رازق) ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق دے؟ اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس تم کہاں بہکے پھرتے ہو۔ اور (اے پیغمبر) اگر یہ لوگ تم کو جھٹلائیں تو تم سے پہلے بھی پیغمبر جھٹلائے گئے ہیں۔ اور (سب) کام اللہ ہی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔

سورۃ الفاطر (آیات نمبر 2 تا 4)

Leave of Absence

جناب چیئرمین: جزاک اللہ۔ السلام علیکم۔ آپ سب کو جمعہ مبارک ہو۔ ابھی ہم leave applications لیتے ہیں۔ سینیٹر محمد اعظم خان سواتی صاحب بعض نجی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 327ویں تا 330 ویں اجلاسوں کے دوران مختلف تاریخوں میں اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر گردیپ سنگھ صاحب بیرون ملک ہونے کی بنا پر گزشتہ 329 ویں اجلاس کے دوران مورخہ 5 مئی کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(درخواست منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر پروفیسر ساجد میر صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بناپر آج مورخہ 16 جون کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

Mr. Chairman: Order No. 2. Further consideration of the following motion moved by Senator Muhammad Ishaq Dar, Minister for Finance and Revenue, on 9th June, 2023:-

> "That the Senate may make recommendations to the National Assembly on the Finance Bill, 2023, containing the Annual Budget Statement, as required under Article 73 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan."

معزز سینیٹر مشتاق احمد صاحب۔

Further discussion on the Finance Bill, 2023

Senator Mushtaq Ahmed

سینیٹر مشتاق احمد: شکریہ، جناب چیئرمین! الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین۔ اَعُوذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیطَانِ الرَّجِیم۔ بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم۔ فَلیَعبُدُوا رَبَّ ہٰذَا البَیتِ الَّذِی اَطعَمَہُم مِن جُوعٍ وَّآمَنَہُم مِن خَوفٍ۔ صدق اللہ العظیم۔ جناب چیئرمین! میں بجٹ پر اپنی گزارشات پیش کروں گا لیکن پہلے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو بجٹ بنایا گیا ہے، کل عائشہ غوث پاشا صاحبہ، وزیر مملکت برائے خزانہ کی statement تھی کہ یہ IMF کے 9th review کو complete کرنے کے لیے، کامیاب بنانے کے لیے ہے۔ اس لیے یہ IMF کا بجٹ ہے اور اس بجٹ کو دیکھ کر لگتا ہے کہ پاکستان اب اسلامی جمہوریہ پاکستان نہیں بلکہ اشرافیہ جمہوریہ پاکستان ہے۔ پاکستانی معیشت کے بنیادی مسائل اس بجٹ سے حل نہیں ہوں گے، یہ غریب دشمن بجٹ ہے جو مفروضوں، غیر حقیقی اعداد و شمار پر مشتمل ہے جو میں ثابت کروں گا۔ میں کہوں گا کہ یہ سود خوروں اور ساہوکاروں کا بجٹ ہے۔ جس بجٹ کا 55% سود خور اور ساہوکار لے جائیں تو وہ عوام کا بجٹ نہیں ہے، وہ پاکستان کا بجٹ نہیں ہے، وہ سود خوروں اور ساہوکاروں کا بجٹ ہے۔

جناب والا! میرے اس پر کچھ سوالات ہیں اور میں وزیر صاحب سے کہوں گا کہ وہ میرے ان سوالات کو note کرکے ان کے جوابات دیں۔ سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ Article 160 کے تحت NFC Award دینا دستوری تقاضا ہے، جب آپ نے NFC Award Article 160 کے تحت نہیں دیا تو آپ نے صوبوں کی حق تلفی کی ہے، آپ نے دستور کی خلاف ورزی کی ہے۔ اس دستور کی constitutional بحث مشکوک ہو جاتی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ Article 38 (f) کے تحت "the State shall eliminate Riba as early as possible". پچاس سال ہو گئے ہیں، Federal Shariat Court کا فیصلہ بھی آیا ہے، حکومت نے وعدہ بھی کیا تھا کہ ہم roadmap دیں گے۔ اس بجٹ میں ہمیں Federal Shariat Court کے فیصلے اور دستور کے Article 38 (f) کے تحت سود سے نجات کا کوئی roadmap نظر نہیں آرہا، اس لیے یہ غیر آئینی ہے۔

جناب والا! تیسری بات یہ ہے کہ Public Finance Management Act, Section (3) کے تحت حکومت کو budget strategy paper کابینہ سے منظور

حکومت budget strategy paper منظور کروا کے 15th April تک کابینہ سے کرکے 15th April تک website پر place کرنا چاہیے تھا، یہ ایک قانونی ضرورت ہے کہ website پر place کرے۔ آپ کو یہ جان کر حیرت ہو گی کہ اس مرتبہ budget strategy paper budget پیش ہونے کے دو دنوں کے بعد website پر ڈالا گیا۔ بجٹ 9th June کو پیش ہوا اور یہ 12th June کو website پر ڈالا گیا۔ اس لیے یہ Public Finance Management Act کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے جو موجودہ حکومت نے اس بجٹ کے دوران کی ہے۔

جناب چیئرمین! یہ بجٹ مفروضوں پر مبنی ہے۔ یہ مفروضوں پر اس طرح ہے کہ FBR کا tax collection target 7470 billion rupees تھا، 170 billion rupees مزید taxes ڈالے گئے اور یہ 7640 billion rupees revised target تھا اور اس میں بھی تقریباً 500 billion rupees کم collection ہوئی ہے۔ جب آپ نے 7640 billion rupees میں سے 500 billion rupees کی کم collection کی ہے تو اس سال 9200 billion rupees کیسے collect کریں گے؟ وہ کون سے ذرائع ہیں، وہ کون سے طریقے ہیں؟ یہ صرف خواہشات کی ایک دستاویز ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے، آپ گزشتہ سال 7500 billion rupees collect نہیں کر سکے، اس سال 9500 billion rupees کیسے collect کریں گے؟ جناب چیئرمین! اس وقت جب economy vulnerable ہے، shocks ہیں، default risk ہے، exchange rate کے issues ہیں، یہ 9200 billion rupees کی collection impossible ہے۔

جناب والا! آپ اسی طرح GDP growth target کو دیکھ لیں، گزشتہ سال GDP growth target 5%, کا 0.29%, جبکہ حاصل ہوئے ہیں inflation target 11.5% جو 29% ہوا ہے۔ اس سال یہ کیسے ہو گا، مجھے سمجھ نہیں آ رہی۔ وزیر صاحب وضاحت کریں گے کہ یہ اعداد و شمار کی غلطی ہے یا واقعی کوئی confusion ہے؟

جناب چیئر مین: شہادت اعوان صاحب! یہ point note کر لیں جب وزیر صاحبہ conclude کریں گی تو اس وقت یہ بتائیں گی۔ جی مشتاق صاحب۔

سینیٹر مشتاق احمد: جناب چیئر مین! بجٹ میں لکھا گیا ہے کہ حکومت نے 912392 لوگوں کو ایک سال میں filer بنایا ہے، اس وقت کل filer بارہ لاکھ ہیں، اگلے سال کا ہدف پینتیس لاکھ ہے، 3.5 million, یہ کیا ہے؟ مجھے تو سمجھ نہیں آرہی کہ بجٹ کس نے تیار کیا ہے؟ آپ نے ایک سال میں 912392 لوگ filer بنائے ہیں، آپ کے کل filer بارہ لاکھ ہیں اور اگلے سال میں آپ کا ہدف پینتیس لاکھ کا ہے، یہ بالکل زمینی حقائق سے تعلق نہیں رکھتا۔ مجھے تو سمجھ نہیں آرہی کہ بقائمی ہوش وحواس کس نے یہ بجٹ بنایا ہے، اس لیے کہ یہ اعداد وشمار تو بالکل نظر نہیں آرہے ہیں۔

جناب والا! اسی طرح non-tax revenue اور میں چاہوں گا کہ وزیر صاحب مجھے اس کا جواب دیں۔ Non-tax revenue کا گزشتہ سال کا ہدف 1935 billion rupees تھا جس کا revised 1618 billion rupees تھا۔ اس سال کا ہدف 2963 billion rupees ہے جو 85% کا اضافہ ہے، non-tax revenue میں 85% اضافہ اور اس کے resources کیا ہیں؟ اس کا ایک source petroleum development levy and second interest rate of the State Bank of Pakistan. حکومت ایک طرف کہہ رہی ہے کہ ہم interest rate کو 21% سے نیچے لائیں گے، جب آپ اسے نیچے لائیں گے تو State Bank کی آمدنی کم ہو گی اور non-tax revenue کم ہوگا، آپ نے کیسے non-tax revenue میں 85% اضافہ کر دیا؟ اس لیے یہ صرف خواہشات کا مجموعہ ہے، اس کے پیچھے کوئی logic نہیں ہے، اس کے پیچھے کوئی دلیل یا assumption نہیں ہے۔ جناب چیئر مین! یہ کچھ اعداد وشمار تھے جو مجھے نظر آئے جن کی خود مجھے بھی سمجھ نہیں آئی اور میں چاہتا ہوں کہ پارلیمنٹ کے floor پر حکومت ان کی وضاحت کرے۔

جناب چیئر مین! اس کے بعد میں بجٹ کا دو پہلوؤں سے جائزہ لوں گا اور پھر کچھ تجاویز اور مطالبات سامنے رکھوں گا۔

جناب چیئر مین: وقت کو سامنے رکھتے ہوئے۔

سینیٹر مشتاق احمد: جی وقت کو سامنے رکھتے ہوئے۔ جناب والا! ایک تو پاکستانی معیشت کے key challenges ہیں، کیا یہ بجٹ پاکستانی معیشت کے key challenges کا جواب دیتا ہے، نمبر ایک۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں خیبر پختونخوا سے سینیٹر ہوں، کیا خیبر پختونخوا کے مسائل کے تناظر میں یہ بجٹ ہمیں favour کرتا ہے، خیبر پختونخوا کے عوام کے احساسات کو، ان کی محرومیوں کو address کرتا ہے؟ میں ان پہلوؤں سے جائزہ لوں گا اور پھر تجاویز دوں گا۔ میں ایک ایک جملے میں بتاتا ہوں کہ اس وقت پاکستان کی economy کے key challenges کیا ہیں۔ پہلی چیز .low growth rate پاکستان کی معیشت کا ایک key challenge ہے، مجھے اس بجٹ میں اس کا کوئی جواب نظر نہیں آیا۔ میں اس وقت اس پر تفصیل سے بات نہیں کر سکتا اس لیے کہ میرے پاس وقت کم ہے اور میں نے باقی چیزوں کے بارے میں بات کرنی ہے۔ National debt and debt servicing, آپ دیکھیں کہ State Bank of Pakistan کہتا ہے کہ گزشتہ سال موجودہ حکومت نے per day 34 billion rupees کا قرض لیا ہے۔ اس حکومت نے April 2022 to April 2023 تک 15000 billion rupees کا قرض لیا ہے، اس وقت پاکستان کا کُل قرض 60000 billion rupees ہو گیا، ہر پاکستانی اس وقت اڑھائی لاکھ روپے کا مقروض ہو گیا ہے۔ جناب والا! میں تو کہتا ہوں کہ ان قرضوں کے لیے کوئی commission بن جائے، یہ قرض کس نے لیے ہیں؟ حکومت نے per day 34 billion rupees کا قرض لے رہی ہے۔ پاکستان کی تاریخ کا سب سے بڑا قرضہ ایک سال میں اس موجودہ حکومت نے لیا ہے جو ریکارڈ 15 ہزار ارب روپے سالانہ ہے۔ یہ کمیشن بننا چاہیے۔ قوم کو پتہ چلنا چاہیے کہ قرضے کس نے لیے اور کہاں خرچ کیے۔ پاکستان کی معیشت تو بیٹھ رہی ہے، نیچے جا رہی ہے اور قرضے پر قرضے لیے جا رہے ہیں، تو یہ کون لے رہا ہے؟ کیوں لے رہا ہے اور کہاں خرچ ہو رہا ہے؟ اس پر کوئی کمیشن بنائیں۔

مہنگائی کا ہدف 11 فیصد تھا جو گزشتہ سال 29 اور اس سال 38 فیصد ہے۔ جو perishable items ہیں، ان کی inflation بہت زیادہ ہے۔ اس inflation اور unemployment کا کوئی حل اس بجٹ میں نظر نہیں آ رہا ہے۔ سری لنکا سے زیادہ مہنگائی اس وقت پاکستان میں ہے۔ اسی طرح جو fiscal deficit ہے اس کا کوئی حل نظر نہیں آ رہا۔ اس

expanding balloon of circular debt, جس کی وجہ corruption, mismanagement and poor governance ہے، کا کوئی حل ہمیں نظر نہیں آ رہا کہ کیسے اس circular debt کو ختم کیا جائے گا۔ bleeding SOEs جو state owned enterprises ہیں، واپڈا، ریلوے، PIA اور بد قسمتی یہ ہے کہ کوئی بھی اہم اور strategic محکمہ دیکھا جاتا ہے اور ریٹائرڈ جج اور ریٹائرڈ جرنیل کو اس کا سربراہ بنا دیا جاتا ہے۔ ان میں بدترین corruption, poor management and mismanagement نظر آ رہی ہے اور balloon of circular debt اس کی وجہ سے expand ہو رہا ہے۔ تو bleeding SOEs کا کوئی حل نکالا جائے۔

Tax to GDP ratio: جناب چیئرمین! FBR کے اندر اس وقت بدترین tax to GDP ratio ہے۔ FBR کو میں federal bureau of revenue نہیں بلکہ fraud bureau of revenue کہتا ہوں۔ ایک ہزار ارب کی corruption سالانہ FBR میں ہو رہی ہے۔ Tax to GDP ratio بڑھانے کے لیے جو FBR کی restructuring یا reforms ہونی چاہیے تھیں وہ ہمیں نظر نہیں آ رہیں۔ یہ وہ economy کے key challenges تھے جس کی ہمیں اس بجٹ میں کوئی بات نظر نہیں آ رہی۔ تو ہم نہیں کہہ سکتے کہ معیشت take-off کر لے گی، پاکستان کی economy ICU سے نکل آئے گی اور پاکستان ترقی کے track اور پٹری پر چڑھ جائے گا۔

اب میں خیبر پختونخوا کے تناظر میں اس بجٹ کی چند باتیں آپ کی سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ ان میں سے ایک NFC Award ہے۔ آپ نے بیس محکمے تو دیے ہیں لیکن آپ NFC Award نہیں دے رہے۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ رقم نہیں دے رہے۔ جب آپ رقم نہیں دے رہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ ادارے نہیں چل سکتے۔ اس سے خیبر پختونخوا کی حق تلفی ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین! NHP, net hydel profit under article 161 بجلی کا خالص منافع نہیں دیا جا رہا، petroleum levy نہیں دی جا رہی، natural gas پر federal excise duty خیبر پختونخوا کو نہیں دی جا رہی۔ خیبر پختونخوا کے اپنے وسائل پر ان کو اختیار نہیں ہے اور ان وسائل کا دستوری منافع انہیں نہیں دیا جا رہا۔

جناب چیئرمین! اسی طرح newly merged districts کے اندر operations ہو رہے ہیں۔ وہاں TDPs کے لیے گزشتہ سال 70 ارب روپے رکھے گئے لیکن ایک پیسہ بھی release نہیں ہوا۔ وہاں پر compensation کے لئے 46 ارب روپے رکھے گئے لیکن ایک پیسہ بھی release نہیں ہوا۔ وہاں development کے لئے بھی پیسے رکھے تھے لیکن آپ نے newly merged districts کو، اس قبائلی خطے کو، صرف operation theatre بنا دیا ہے۔ وہاں پر اس وقت لوگ مظاہرے اور احتجاج کر رہے ہیں۔ یہ میرے پاس جنوبی وزیرستان کے لوگوں کے مطالبات کی list ہے۔ وہاں پر 3G نہیں ہے، 4G نہیں ہے، موبائل کی service نہیں ہے، سڑک نہیں ہے، سکول نہیں ہے، ہسپتال نہیں ہے۔ لوگ پتھر کے زمانے میں زندگی گزار رہے ہیں۔ یہ جو قومی اتحاد ہے وہ تحصیل برمل قومی اتحاد ہے۔ جناب چیئرمین! فقیر اپی کے جانشین اور پوتے کو گزشتہ دنوں قتل کیا گیا۔ آپ کو پتا ہے فقیر اپی کون ہے؟ اس subcontinent میں British نے دو لوگوں کے خلاف air force استعمال کی تھی، ایک حاجی صاحب ترنگزئی اور دوسرا فقیر اپی جو مجاہد آزادی تھے۔ ان مجاہد آزادی کے جانشین خلیفہ، ملک شیر محمد صاحب کو گزشتہ دنوں target killing میں قتل کر دیا گیا۔ جن لوگوں نے پاکستان آزاد کیا، ان کے بچوں کو اس پاکستان کے اندر تحفظ نہیں ہے۔ انہوں نے بھی 20 جون سے ہڑتال کا اعلان کیا ہے۔ یہ newly merged districts کے ساتھ جو ظلم ہو رہا ہے اس کے نتیجے میں پاکستان کے خلاف نفرت پھیلے گی اور لوگوں کی احساس محرومی میں اضافہ ہوگا۔ اسی طرح میں نے آپ کے تعاون سے یہاں پر ایک resolution pass کی تھی کہ tax exemption کو 10 سال کے لیے extend کر دیا جائے۔ مالاکنڈ ڈویژن اور erstwhile FATA میں حکومت نے صرف ایک سال کے لیے exempt کیا ہے۔ ایک سال کی exemption ہمیں قبول نہیں ہے۔ ان علاقوں میں جنگ جاری ہے، ان علاقوں میں بم دھماکے ہوتے ہیں، ان علاقوں میں militancy ہے، ان علاقوں میں کوئی روزگار نہیں ہے۔ اس لیے مالاکنڈ ڈویژن اور erstwhile FATA میں 10 سال tax exemption میرا مطالبہ ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر مشتاق احمد: جناب چیئرمین! لوگوں نے 25 ,20 منٹ خطاب کیا ہے، مجھے آپ دو تین منٹ دے دیں۔

جناب چیئرمین: میں نے تو بات کی ہی نہیں ہے مشتاق صاحب۔ آپ ویسے ہی preamble مانگ رہے ہیں۔

سینیٹر مشتاق احمد: اسی طرح PSDP ہے۔ پشاور سے ڈی آئی خان موٹروے ہے، motorway ہے، دیر سے چترال موٹروے ہے، Chakdara economic zone ہے، Chashma right bank left canal ہے۔ ہمارے ان منصوبوں کے لیے اس بجٹ میں کچھ بھی نہیں ہے۔ آپ مجھے بتائیں کہ Chashma right bank left canal کی وجہ سے خیبر پختونخوا food basket بن جائے گا اور پشاور سے ڈی آئی خان موٹروے، دیر سے چترال موٹروے اور Chakdara economic zone کے لئے اگر آپ نہیں دے رہے تو اس کا مطلب ہے کہ آپ خیبر پختونخوا کو ترقی اور حقوق نہیں دینا چاہتے۔

اسی طرح ہماری جو tobacco industry ہے اس میں tobacco grower تباہ ہو گیا ہے اور tobacco industry تباہ کر دی ہے۔ ہماری ایک ہی cash crop ہے tobacco اس کو بھی تباہ کر دیا گیا ہے۔ اس لئے جناب چیئرمین! اس بجٹ میں خیبر پختونخوا کے لئے کچھ بھی نہیں ہے۔

اب میں ایک ایک جملے میں اپنے مطالبات بیان کر کے سمیٹ لیتا ہوں۔ آپ چونکہ مجھے وقت نہیں دے رہے۔

جناب چیئرمین: کیا ابھی بھی آپ کو وقت نہیں دے رہا ہوں مشتاق صاحب؟

سینیٹر مشتاق احمد: جناب چیئرمین! میرا پہلا مطالبہ یہ ہے کہ سود کا خاتمہ کیا جائے اور زکوٰۃ، عشر اور صدقات کا نظام لایا جائے۔ Quaid-i-Azam university کی research ہے کہ پاکستانی سالانہ 6 ارب کی charity کر رہے ہیں۔ اس charity کو حکومت organize کرے۔ اس کو patronize کرے تو ہم IMF سے نجات پا سکتے ہیں۔ سود کا خاتمہ کریں کہ یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ ہے۔ آپ دیکھیں کہ جو آپ کا 14 ہزار ارب روپے کا بجٹ ہے، اس میں سے 7 ہزار یا ساڑھے 7 ہزار ارب، جو کہ 55 فیصد بنتا ہے، سود میں دے رہے ہیں۔ تو

سود کا خاتمہ اور زکوۃ، عشر اور صدقات کے منظّم نظام کو جاری کریں جس کے نتیجے میں غریب اور مالدار کے درمیان gap کم ہوگا اور ہم طبقاتی تقسیم کے خاتمے کی طرف جائیں گے۔ اگر الخدمت ٹرسٹ کر سکتی ہے، اخوت کر سکتی ہے، شوکت خانم کر سکتی ہے، باقی ادارے بھی کام کر سکتے ہیں تو حکومت یہ کام بہتر انداز سے کر سکتی ہے۔ وہ charity کو، صدقات کو اور زکوۃ کو organize کرے اور سود، جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ ہے، اس کو ختم کرے۔

دوسری چیز جناب چیئرمین! civil service and police reforms کرلیں تاکہ اس کے نتیجے میں عوام کو سہولیات ملیں اور corruption کا خاتمہ ہو اور نتیجتاً governance میں بہتری آئے۔ اگر governance میں بہتری آئے گی تو آپ کا بجٹ درست انداز سے utilize ہوگا۔

تیسری چیز جناب چیئرمین! defence budget میں 31 فیصد اضافہ کیا گیا ہے۔ 1800 ارب روپے defence budget اور اس کے ساتھ 543 ارب روپے ان کی pension بھی civilian کے کھاتے میں ڈال دی گئی ہے۔ یہ کونسا fraud ہے؟ میں نے یہ پہلے بھی کہا تھا کہ اگر آپ کے پاس nuclear deterrence ہے تو defence budget میں اضافے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ Non-combat defence budget, غیر جنگی دفاعی اخراجات کے اوپر فوری طور پر 50 فیصد cut لگایا جائے۔ 9 کروڑ لوگ خط غربت سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں، 62 فیصد لوگوں کے پاس صاف پینے کا پانی نہیں ہے اور آپ 31 percent defence budget کے اندر اضافہ کر رہے ہیں جبکہ آپ کے پاس nuclear and missile deterrence بھی موجود ہے۔ جناب چیئرمین! اس میں کمی کی جائے اور اس کو غریبوں کی طرف divert کیا جائے۔

مزدور کی تنخواہ 30 یا 32 ہزار روپے ہے۔ مجھے کوئی اس تنخواہ میں بجٹ بنا کر دے دیں۔ ایک غریب مزدور کے سکول کا، ان کی تعلیم کا، ان کی بجلی گیس کا، ان کے گھر کے کرایہ کا، ان کے کھانے پینے کا 30 یا 32 ہزار روپے میں مجھے بجٹ بنا کر دے دیں۔ لیکن یہ بھی کسی کو نہیں ملتا۔ بنکوں اور بڑے shopping malls کے سامنے جو security guard کھڑے ہیں، کبھی ٹھہر کر ان سے پوچھو کہ آپ کی کتنی تنخواہ ہے اور کتنی duty hours ہیں۔ 15 گھنٹے duty

کرتے ہیں اور دس بارہ ہزار روپے ان کو تنخواہ دی جارہی ہے۔ تو حکومت کی اس کے اوپر اپنی writ بھی نہیں ہے۔ جناب چیئرمین ! اس کے اندر اضافہ کیا جائے اور EOBI کی جو pension ہے اس کو کم از کم 25 ہزار روپے تک بڑھایا جائے۔ آپ نے 8 ہزار سے 10 ہزار روپے بڑھا دیا۔ ان میں غریب اور بوڑھے لوگ ہیں، بیوائیں ہیں۔ تو 25 ہزار EOBI کی pension ہونی چاہیے۔ اسی طرح radio Pakistan کے 4500 pensioners کو 3 ماہ سے pension نہیں مل رہی۔ میں یہ حکومت سے کہتا ہوں کہ ان لوگوں نے گزشتہ عید بھی pension کے بغیر گزاری تھی، یہ عید بھی بغیر پنشن کے گزر رہی ہے۔ ان چار ہزار پانچ سو میں سے سولہ سو بیوائیں ہیں اور یتیم بچے ہیں۔ آپ ان کی بد دعائیں نہ لیں۔ یہ چار ہزار، پانچ ہزار لوگ، بہت تھوڑے لوگ ہیں۔ ان کو آپ دیا کریں۔ ان کی پنشن ختم نہ کریں۔

اسی طرح اس بجٹ میں نوجوانوں کے لیے کچھ نہیں ہے، یہ ہماری 71% below 30 youth ہے، ان کے لئے education, employment and engagement کچھ نہیں ہے، sports نہیں ہیں، روزگار نہیں ہے، گیلپ کا recent survey ہے کہ چالیس فیصد یوتھ پاکستان سے بھاگنا چاہتی ہے جو پاکستان سے مایوس ہیں، کیوں مایوس ہیں؟ آپ ان کو تعلیم نہیں دے رہے، آپ ان کو روزگار نہیں دے رہے ہیں۔ نوے لاکھ نوجوان drug addicts ہیں، پندرہ سے تیس سال کی age bracket میں نوے لاکھ نوجوان drug addicts ہیں۔ اس بجٹ میں نوجوانوں اور مدارس کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

پاکستان کے دینی مدارس چالیس لاکھ طلباء کو پالتے ہیں۔ آپ بجٹ کے اندر مستقل مدارس اور علماء کو نظر انداز کرتے ہیں حالانکہ وہ اس قوم کا حصہ ہیں اور سب سے بڑھ کر بہترین کام رضاکارانہ طور پر کر رہے ہیں۔ اسی طرح میں اپنی تقریر سمیٹتے ہوئے یہ کہوں گا کہ پروٹوکول کلچر کو ختم کریں، سرکاری گاڑی، سرکاری پٹرول، سرکاری بجلی اور سرکاری گیس پر پابندی لگائیں۔

ترانوے رکنی کابینہ ظلم ہے، ظلم، دنیا کی سب سے بڑی کابینہ آپ نے اس مقروض قوم جو default کی طرف جا رہی ہے، اس پر رکھی ہوئی ہے۔ یہ بلٹ پروف گاڑیاں، یہ ہیلی کاپٹر، یہ ہوائی جہازوں کا سفر ختم کر دیں۔ یہ میرے پاس UNDP کی رپورٹ ہے، یہ دیکھیں یہ UNDP کی رپورٹ ہے کہ پاکستان کے elite privileged consume 17.4 billion

یہ اشرافیہ ہے، یہ اشرافیہ کے نام بدمعاشیاں ہیں۔ dollars of Pakistan economy.
جب تک آپ اس کا خاتمہ نہیں کریں گے پاکستان ترقی کے راستے پر نہیں جا سکتا۔

پراپرٹی مافیا، آٹا مافیا ہے، سیمنٹ مافیا ہے، بنک مافیا ہے، آئی پی پیز مافیا ہیں، جب تک حکومت ان پر ہاتھ نہیں ڈالے گی پاکستان ترقی نہیں کر سکتا۔ ابھی نیب نے ایک سرکلر جاری کیا تھا، ایک اخباری خبر جاری کی تھی القادر ٹرسٹ کے حوالے سے۔۔۔

جناب چیئرمین: شکریہ جناب۔

سینیٹر مشتاق احمد: میں سمیٹ رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: ابھی سمیٹ رہے ہیں؟ ابھی آپ کی تشنگی پوری نہیں ہوئی؟

سینیٹر مشتاق احمد: جہاں مافیاز اتنے مضبوط ہوں کہ نیب بھی اپنے پریس ریلیز میں ان کا نام تک نہ لے سکے اس میں ملک ترقی نہیں کر سکتا۔ تو اس لئے آپ ان پر ہاتھ ڈالیں۔ یہ جو شاہی محلات ہیں، ایوان صدر ہے، ایوان وزیراعظم ہے، گورنر ہاؤسز ہیں، سی ایم ہاؤسز ہیں، اگر انسان میں ضمیر ہو گا تو اس غربت کو دیکھتے ہوئے، اس بدترین غربت کو دیکھتے ہوئے وہ کیسے ان محلات میں رہ سکتا ہے، کیسے ان محلات کے اندر عیش و عشرت کی زندگی گزار سکتا ہے۔

یہ جو ججز ہیں، یہ جو بیوروکریٹس ہیں، یہ جو جرنیل اور یہ جو سیاست دان ہیں، ان کو اب اپنا راستہ بدلنا ہو گا، اب پاکستان اس طرح کی ایک فیصد اشرافیہ کے ساتھ نہیں چل سکتا۔ اس لئے ان کو راستہ بدلنا ہو گا۔ جب تک ہم یہ اقدامات نہیں اٹھائیں گے پاکستان آئی ایم ایف کے چنگل سے نجات نہیں پا سکتا۔ آج تو وزیر خزانہ، اسحاق ڈار صاحب نے بیان کر دیا کہ آئی ایم ایف کا مقصد ہی یہ ہے کہ پاکستان کو default کر دیا جائے اور جب پاکستان کو default کر دیا جائے گا تو پھر پاکستان کے Nuclear weapons and Missile technology کی طرف ہاتھ بڑھایا جائے۔ پھر کشمیر پر پاکستان کو surrender کرنے پر مجبور کیا جائے۔ پھر بھارت کی بالادستی کے لئے پاکستان کو تیار کیا جائے۔ پھر پاکستان کو یورپ اور امریکہ کی سیٹلائیٹ سٹیٹ بنا دیا جائے۔ یہی بات تو ہم اتنی دیر سے کہہ رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ جی۔

سینیٹر مشتاق احمد: کہ آئی ایم ایف آپ کو ایک ارب ڈالر نہیں دے گا، آئی ایم ایف آپ کو default کی طرف لے جائے گا، پاکستان کو غلام بنالے گا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔جی وزیر صاحب، معزز وفاقی وزیر برائے قانون۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: معزز سینیٹر مشتاق صاحب نے جو آخر میں بات کی، اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے پاکستان اور پاکستان کو چلانے والے اور پاکستان کو بنانے والی ذات کے فضل سے ان شاء اللہ العزیز پاکستان چلے گا، پاکستان کی معیشت چلے گی اور پاکستان کے اثاثوں کی طرف کوئی ہاتھ بھی نہیں بڑھا سکتا۔ یہ بات floor of the House پر ہوئی، میں نے اس لیے جواب دینا ضروری سمجھا کہ پاکستان ایک ذمہ دار ریاست ہے۔

ہمیں اپنی معیشت کا بھی احساس ہے، معاشی معاملات کا بھی احساس ہے، ہمیں اپنے دفاعی معاملات اور دفاعی اثاثوں کی حفاظت کرنا بھی آتا ہے اور ان شاء اللہ العزیز ان کی طرف بڑھنے والے پوری طاقت سے روکے جائیں گے اور ہوش کے ساتھ روکے جائیں گے۔

کابینہ کے بارے میں بات ہوئی، میں پہلے بھی یہاں پر وضاحت کر چکا ہوں کہ کابینہ کا کوئی رکن تنخواہ نہیں لے رہا ہے، وہ اپنی مراعات کابینہ اجلاس میں بالکل minimum پر لے آئے تھے۔ دفتر کا استعمال، ایک اٹھارہ سو سی سی گاڑی اور اس کا وہ پٹرول جو وفاقی سیکرٹری کو available ہے، شاید کئی لوگ وہ بھی نہیں لے رہے۔

جہاں تک سفر کا تعلق ہے تو ہوائی سفر پر بھی پابندی عائد کر دی گئی تھی، جب austerity measures لی گئیں اور اس میں اکانومی کلاس صرف obligatory visits کے لیے ہے اور کافی سارے اصحاب جیب سے ٹکٹ لے کر جاتے ہیں۔ تقریر اچھی تھی لیکن یہ کچھ وضاحتیں تھیں جو میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا تھا۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: معزز سینیٹر رانا مقبول صاحب۔ جی۔

Senator Rana Maqbool Ahmad

سینیٹر رانا مقبول احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے وقت دیا۔ کل دنیش کمار صاحب نے کچھ گریہ زاری کی۔ میری بھی یہ آپ سے درخواست

ہے کہ محروم لوگوں کے لئے جو نکات انہوں نے اٹھائے ہیں ان پر ضرور غور ہونا چاہیے۔ اس لیے کہ شاید ان لوگوں کا زیادہ حق ہے کیونکہ ان کے مسائل بھی بہت بڑے ہیں۔

انہوں نے ایک بڑا pertinent point اٹھایا ہے، ہر دفعہ اٹھایا جاتا ہے کہ سینیٹ کیا کوئی پوسٹ آفس ہے۔ جب سارے کے سارے بل سینیٹ validate کرتا ہے تو فنانس بل کا کیا تبرک ہے کہ it cannot be touched by the Senate even with a long pole.

جناب والا! اس میں سینیٹ کی صحیح original power ہے اس کو صحیح معنوں میں استعمال بھی کرنا چاہیے اور House of the Federation کی wisdom and sagacity کو بھی استعمال کرنا چاہیے۔ یہ بڑا lopsided سا قانون ہے جس میں ترمیم کی بڑی ضرورت ہے۔ میں آپ سے اور ایوان سے اپیل کرتا ہوں کہ اس پر ایک collectively amendment move کی جائے تاکہ اس کو rationalise کر دیا جائے۔

بجٹ، جس پر طرح طرح کے تبصرے ہو رہے ہیں لیکن بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ حال ہی میں جو ہماری مملکت خداداد اور جو ورثے میں ملا وہ خلفشار، وہ دروغ گوئی، وہ فتنہ پردازی اور وطن دشمنی کے سوا کچھ نہ تھا۔ ہماری طرف سے جو ہمارے دوستوں کو وراثت میں دیا گیا تھا وہ اٹھتی ہوئی معیشت کی روشنی تھی، موٹرویز کے جال تھے، بجلی کی روشنیاں تھیں، اطمینان تھا، تفاخر تھا، ناقابل تسخیر دفاعی نظام تھا، جوہری صلاحیت تھی، عزت تھی، وقار تھا لیکن بدقسمتی سے طاغوتی طاقتوں نے دو جج، ایک جرنیل، ایک سیاست دان کی باہمی سازش کے نتیجے میں میرا بستا ہوا وطن اجاڑنے کی مذموم حرکت کی۔ تین دفعہ کے منتخب وزیراعظم جس نے احسان کیا، محنت کی، قربانی دی، خطرات مول لئے اور اس ملک خداداد کو defence impregnability دی اور ایٹمی طاقت بنایا جس پر نہ صرف پاکستان بلکہ ساری اسلامی دنیا کے لوگ فخر کرتے ہیں۔ ان کو ناجائز کیسوں میں اندر بند کیا، دکھ دیے، تکلیفیں دیں جو کیس بنانے والے بھی کہتے ہیں کہ وہ غلط کیس تھے اور identically ان کی بہادر بیٹی کو پابند سلاسل کیا، ان کے بھائی کو قید و بند میں رکھا، ان کے سارے دوستوں، ان کے سارے ساتھیوں کو جو بڑے astute politicians ہیں ان کو قید و بند میں رکھا۔ یہ ہمیں اس محنت کا انعام دیا گیا۔

اب یہ ستم رسیدہ اور تباہ حال نیّا کو دوبارہ پار کرنے کی جدوجہد جاری ہے۔ ہمارا challenge مشکل ہے، ہم ان دہشت زدہ، دہن دریدہ گروہ سے نبرد آزما ہیں جو سراسر دروغ گوئی کے باوجود سچے ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ان ہی challenges کے مقابلے کے لیے حالیہ بجٹ ایک بامعنی کوشش ہے۔ یہ development budget ہے، غربا کے لیے سہولتیں پہنچانے، بے نظیر انکم سپورٹ کے دائرہ اثر کو بڑھانے کا بجٹ ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ بے نظیر انکم سپورٹ کا نام ہمارے دوستوں نے بدل دیا تھا حالانکہ پیپلز پارٹی کی حکومت کے بعد پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت آئی، انہوں نے اسے قائم رکھا۔ انہوں نے نام بدلا یعنی اسے احساس پروگرام بنایا جو کہ مناسب نہیں تھا۔ ایک شہید لیڈر کے نام کے umbrella کے نیچے یہ چلنا چاہیے تھا۔ اب دوبارہ ان کے نام کے ساتھ اس بجٹ کو بھی expand کیا گیا ہے۔ اس بجٹ میں ,fixed income group پنشن لینے والے اور تنخواہ کے ذریعے سہولتیں لینے والوں کے لیے اضافہ کیا گیا ہے۔ اس بجٹ میں شعبہ زراعت کو فعال کرنے، نوجوانوں کو skilled hand میں بدلنے، روزگار پیدا کرنے اور employees کی بجائے employer بنانے کا mission ہے۔ وزیر اعظم کہتے ہیں کہ the youth are the architects of our future. اس کے لیے ایک وژن ہے اور اس پر عمل شروع ہو گیا ہے۔ سولر سسٹم کی تنصیب کے منصوبے لگانے کے لیے پروگرام بن چکے ہیں۔ صحافی جو ہمیشہ اپنے حسرت سامانی کی شکایت کرتے ہیں، ان کے لیے insurance کا بندوبست کیا گیا ہے۔

آپ کو یاد ہوگا کہ 1991 میں انڈیا میں ایک crisis آیا تھا۔ اس وقت کے وزیر اعظم من موہن سنگھ یہاں آئے تھے۔ وہ پاکستان کی economic spectacular growth کو examine کرنے کے لیے آئے تھے۔ اس وقت ان کا foreign exchange 2.1 billion تھا، اتنے بڑے ملک کا، وہ سارے پریشان تھے۔ انہوں نے آکر study کیا اور study کرنے کے بعد محنت کی اور بہت زیادہ تبدیلی آ گئی۔ وہاں کی فضا اور سزا میں فرق یہ ہے کہ وہاں continuity رہی، وہاں یہ نہیں ہوا کہ جج، جرنیل اور سیاستدان مل گئے اور انہوں نے اس طرح کے الٹے پلٹے case fabricate کرکے چلتے نظام کو تلپٹ کر دیا۔

میں چند ایک recommendations بھی دینا چاہتا ہوں مثلاً ہمارے income tax کو جو ہم plan کرتے ہیں، وہ پورا realize نہیں ہوتا۔ کسٹم ڈیوٹی جو ہونی چاہیے، وہ بھی realize نہیں ہوتی۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ code of workers کو incentivize کیا جائے، جو اچھا کام کرتے ہیں ان کو reward کیا جائے، جو اچھا کام نہیں کرتے ان کو admonish کیا جائے۔ Reward and punishment کا ایک system بہت ضروری ہے ورنہ ہم اپنے targets achieve نہیں کر سکیں گے۔ یوٹیلیٹی سٹورز، ٹھیک ہے چند لوگ اس کے beneficiary ہیں، اس کے لیے بہت پیسا دیا جا رہا ہے لیکن اس کے system کو improve کرنے کی ضرورت ہے۔ پہلے اس کا ایک اور substitute ہوا کرتا تھا، آپ کو یاد ہوگا، وہ تھا Depot, خاص طور پر آٹے اور چینی کے لیے، ہر محلے میں ایک Depot ہوتا تھا، Depot بنا دیا جائے اور Depot-holder کو incentive دیا جائے، کارڈز بنائے جائیں جن کی ضرورت ہے۔ اس سے آٹے، چینی وغیرہ کی تقسیم میں بہتری اور آسانی ہوگی۔ جوانوں کو engage کرنے کے لیے ایک National Volunteer Development Programme آیا تھا۔ سعدیہ عباسی صاحبہ۔۔۔۔

جناب چیئرمین: سعدیہ عباسی صاحبہ، براہ مہربانی۔ جی رانا صاحب، آپ بات کریں۔

سینیٹر رانا مقبول احمد: ڈاکٹر صاحب، آپ کو تو کوئی اچھا شعر بھی پسند نہیں آتا، آپ نے کیا کہنا ہے۔ جناب چیئرمین! نوجوانوں کو National Volunteer Development Programme میں re-engage کرنا ضروری ہے۔ لیپ ٹاپ دینے کا پروگرام بھی اچھا ہے۔ جناب! NVDP تھا، اگر ایک لیکچرر کی تنخواہ پانچ سو روپے تھی تو ایک ایم۔اے پڑھے ہوئے لڑکے کو اڑھائی سو روپے میں engage کر لیا جاتا تھا۔ بہت سارے لوگ زراعت اور مختلف محکموں میں کھپے۔ جب youth engage ہو جاتا ہے تو وہ protective ہو جاتا ہے، وہ system کا ایک حصہ بن جاتا ہے اور reaction بھی کم ہوتا ہے۔

بہرحال، میری ایک اور proposal ہے جو کہ sensitive ہو یا نہ ہو لیکن ضروری ہے کہ جن formations یا organizations کی emoluments بہت زیادہ ہیں، ان کی rightsizing بہت ضروری ہے۔ سپریم کورٹ کا معزز جج ہر مہینے کم از کم 25 لاکھ تک

پہنچتا ہے، 16 لاکھ اس کی تنخواہ ہوتی ہے اور اس کے ساتھ سب سہولتیں، یوٹیلیٹی بلز، کار، پٹرول اور پتا نہیں کیا کیا اور سٹاف اور تاحیات even after retirement. یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ ہم کیسے influenced ہیں، اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے، اس کو rationalize کرنے کی ضرورت ہے۔

آپ کو یاد ہوگا کہ میاں نواز شریف صاحب نے آئی ایم ایف کو خداحافظ کہہ دیا تھا لیکن ہمارے دوست پھر اس کے ساتھ بغل گیر ہوگئے، ڈاکٹر صاحب بھی ان میں شامل تھے۔ بغل گیری آپ نے دیکھ لیا۔ بغل گیری ہوئی اور بعد میں وعدہ خلافی ہوئی۔ جھوٹ بھی بولا گیا، دغا بھی کیا گیا، مکر بھی کیا گیا، اس کی ہمیں بہت زیادہ قیمت ادا کرنی پڑی۔ جو آج کی مہنگائی ہے، جو آج کا مشکل وقت ہے، وہ اسی وجہ سے ہے۔ ہمارے لیے ایک اور بڑا مسئلہ ہے، وہ ہے nexus of evil, جس میں انڈیا ہے، موساد ہے، RAW ہے، ہمارا ملک اسلامی ملک ہے، ایٹمی طاقت ہے، اس کی geographic location بہت اہم ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ان کو ایک آنکھ نہیں بھاتا ہے۔

رضا ربانی صاحب ذکر کرتے ہیں، انہوں نے کل بھی کہا کہ یہ سامراج ہمارے لیے بڑی مشکلات پیدا کرتا ہے۔ سامراج تو ہمیشہ کرتا ہے۔ علامہ نے کیا خوب کہا تھا اور بہت پہلے کہا تھا کہ:

دیو استبداد جمہوری قبا میں پائے کوب
تو سمجھتا ہے یہ آزادی کی ہے نیلم پری

یہ علامہ نے امریکہ کی تعریف کی تھی۔ وہ vision والے آدمی تھے، انہوں نے perfective کہا، جو بھی کہا۔ کہ یہ جو استبداد کا جن ہے، اس نے جمہوری قبا پہنی ہوئی ہے اور لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ آزادی کی نیلم پری ہے، یہ آزادی کی نیلم پری نہیں ہے۔ یہ آزادی کے خلاف ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ جو انہوں نے ہمارے ساتھ کرنا ہے اور جو آئی ایم ایف کر رہا ہے، ان ہی کی وجہ سے کر رہا ہے۔ ہم جیسے ملک ان کے لیے بڑی مشکلات ہیں، خاص طور پر پاکستان، اس لیے ابھی جو بڑی بڑی innovations کی گئی ہیں، آپ دیکھیں کہ حالیہ تاریخ میں، ابھی کچھ دن پہلے، کیا یہ کبھی تاریخ میں ہوا تھا کہ پاکستان کا وزیراعظم اور ایران کا صدر، وہ بارڈر پر اکٹھے ہوں، بارڈر مارکیٹ کو inaugurate کریں، water system inaugurate کریں۔ اس border system جو petroleum goods ہیں، جو سب سے مہنگی چیزیں

آ رہی ہیں، اس کا سب سے زیادہ import Bill ہوتا، وہ ہمیں اجازت دے دے کہ آپ لے لیں۔ یہ بڑی سہولت ہو جائے گی اور مارکیٹ کو manage کرنا آسان ہو جائے گا۔

آپ یہ بھی دیکھیں کہ روس اور وسطی ایشیا سے تیل آنا شروع ہوا ہے۔ کل LNG کا ایک معاہدہ ہوا ہے، آپ دیکھ لیں کہ قطار در قطار کنٹینرز آ رہے ہیں۔ پہلے کبھی ہوا تھا؟ اس لیے حکومت ان steps پر چل رہی ہے جو ملک کی معیشت کو بہت زیادہ بہتر کر دیں گی۔ یہ بڑی حیران کن بات ہے کہ اتنے بڑے cargos جو آ رہے ہیں، ان کی ادائیگی Chinese currency میں کی جا رہی ہے۔ اس سے ہماری ڈالر کی محتاجی بہت کم ہو جائے گی۔

ایک اور بات، وہ بھی علامہ نے کہا تھا، وہ تو ہمارے پاس علم کا ایک پیمبر ہے نا۔ ایران کے حوالے سے انہوں نے کہا تھا کہ

تہران ہو گر عالمِ مشرق کا جنیوا
شاید کرہ ارض کی تقدیر بدل جائے

کتنے سال پہلے انہوں نے کہا تھا۔ ہم اس کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ یہ جو سارا combination and permutation بڑھ رہا ہے، فلسطین سے لے کر چین تک، آپ کو پتا ہے پہلی بار فلسطین کا صدر چین میں گیا ہے، وہ کیا ہے؟ یہ وہ خواب ہے کہ

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاکِ کاشغر

یہ وہ dream ہے جو materialize ہو رہا ہے، میں آپ کا صرف ایک منٹ لوں گا۔۔۔

جناب چیئرمین: جی جی، مہربانی۔

سینیٹر رانا مقبول احمد: ہمارے ساتھ انہوں نے زیادتی بھی کی ہے، امریکہ جو کرتا ہے، انہوں نے ہمارے ایک معصوم لیڈر سے بھی دھوکہ کیا ہے، انہوں نے پہلے خط لہرانے کو دیا، اس میں دھمکی دی تھی، جب اس تاریخی ہستی نے اس کا تجزیہ کیا تو بے وجوں اور بے وجود عمل لگا، سازش تو پاکستان کے اندر سے ہوئی تھی۔ پھر پتا چلا کہ پاکستان کے اندر فوجی جرنل نے نہیں کیا، ایک caretaker chief minister نے کیا ہے، ان کی عقل اور شناخت کی تشخیص پر قربان جانے کو دل چاہتا ہے۔

بعد میں misguide کیا گیا، غصے سے غضب ناک ہو کر، منصوبہ بندی کر کے شہیدوں اور غازیوں کی نشانیوں کو خاکستر کر دیا اور اپنے ہی عزم و ہمت کے چاند تاروں پر سیاہی ڈال دی، یہ سب کیا ہے؟ یہ آئینہ ضمیری ہے یا دہشت گردی ہے یا غداری ہے؟ میں آپ کو بتاؤں اس کا فیصلہ ہونے والا ہے، قوم ایک امید کی شاہراہ پر کھڑی ہوئی ہے، یہ سرخرو ہو کر نکلے گی۔

جناب چیئرمین: جی رانا صاحب۔

سینیٹر رانا مقبول احمد: جناب چیئرمین! اور جو کچھ evidence آچکے ہیں چاہے وہ forensic ہوں چاہے وہ ocular ہوں، چاہے وہ sonographic ہوں، چاہے وہ confessional ہوں، چاہے وہ criminal conspiracy کا evidence ہوں، چاہے وہ corroborative evidence ہوں، circumstantial evidence ہوں، ہر طرح کی electronic, graphic ہوں اور extra judicial ہوں، ہر طرح کے evidence اتنے solid ہیں کہ جنہوں نے کیا ہے ان کو بھگتنا پڑے گا، اس کا فیصلہ ہونے کو ہے، قوم ایک امید کی شاہراہ پر کھڑی ہوئی ہے، یہ جلد سرخرو ہو گی اور شہیدوں کے ساتھ جو ہوا ہے، میں آپ کو عرض کروں کہ شہیدوں کا کیا مقام ہے؟

میرے خاک وخوں سے تو نے یہ جہاں کیا ہے پیدا
صلۂ شہید کیا ہے تب وتاب جاودانہ

آگے ذرا دیکھیں، فیض نے کہا تھا، کیا کمال ہے، شہیدوں کی قیمت کہ

ایسے ناداں بھی نہ تھے جاں سے گزرنے والے
ناصحو، پند گرو، راہگزر تو دیکھو

میں آپ کو عرض کروں ہمارے لیے مشکلات تو ضرور ہیں لیکن ہمارا عزم ان مشکلات پر قابو ڈالے گا، کہتے ہیں کہ

جس دور میں جینا مشکل ہو
اس دور میں جینا لازم ہے

ان شاء اللہ جی کر دکھائیں گے اور کامیابی کے ساتھ جی کر دکھائیں گے۔

جناب چیئرمین: شکریہ، بہت مہربانی، جی وزیر مملکت برائے قانون، خدا خیر کرے قانون کے وزیر کھڑے ہوئے ہیں۔

سینیٹر شہادت اعوان: جناب چیئرمین! ایک motion ہے۔

جناب چیئرمین: کرنا کیا ہے؟

سینیٹر شہادت اعوان: جناب چیئرمین! Election act میں ایک چھوٹی سی amendment ہے، اس کے لیے ایک چھوٹا سا motion ہے۔

جناب چیئرمین: وہ جو آپ نے supplementary دیا ہے؟

سینیٹر شہادت اعوان: جی۔

جناب چیئرمین: Supplementary Bill لائیں، ایوان میں دیں، تشریف رکھیں، پہلے supplementary agenda لینے دیں، supplementary agenda آگیا؟ Order No.03.Honourable Murtaza Javed Abbasi, Federal Minister for Parliamentary Affairs on his behalf honourable Minister of State for Law, please move Order No.03.

<u>Introduction of the Elections (Amendment)Bill,2023</u>

Senator Shahadat Awan: On behalf of the Minister for Parliamentary Affairs, I wish to introduce a Bill further to amend the Elections Act, 2017 [The Elections (Amendment) Bill, 2023].

جناب چیئرمین: جی اس بل کو کیوں لا رہے ہیں؟ وفاقی وزیر برائے قانون۔

<u>Senator Azam Nazeer Tarar, Minister for Law and Justice</u>

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ (وزیر برائے قانون وانصاف): جناب چیئرمین! آپ کو یاد ہوگا، الیکشن کی تاریخ کو fix کرنے کے لیے، 1976 کا جو original law تھا، اس میں Election Commission of Pakistan کو یہ اختیار دیا گیا تھا، جب 1977 میں martial law لگا تو اس وقت کے صدر ضیاء الحق نے یہ اختیار اپنے پاس رکھنے کے لیے ایک ordinance promulgate, جاری کر دیا کہ عام انتخابات کی date president دیں گے، وہ laws

میں anomaly ہے، اس کو پھر highlight کیا گیا، اس پر بھی الیکشن کمیشن نے اپنی سفارشات بھیجیں، Committee constitute کی گئی اور کمیٹی کے کچھ اراکین اگر سینیٹر علی ظفر صاحب یہاں پر موجود ہیں، کمیٹی میں اسے deliberate کیا گیا، یہ Joint Committee تھی، Special Committee تھی۔

جناب چیئرمین: یہ Joint Parliamentary Committee میں نے ہی بنائی تھی۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: Joint Parliamentary Committee نے پھر اسے clear کردیا تھا، یہ اس وجہ سے ہے کہ اگر یہ چیزیں رکی رہیں گی تو اس کی وجہ سے issues آئیں گے، consensus کے ساتھ پھر جو ان کے تحفظات تھے، subject to constitution کرکے اس کو کر دیا گیا کہ جہاں پر constitution میں دی گئی ہے، وہاں constitution prevail کرے گا، جہاں پر constitution خاموش ہے وہاں پر Election Act کرے گا اور میں یہ floor of the House پر کہہ رہا ہوں کہ کمیٹی کی report بھی اس کے ساتھ ہوگی، اس کو انہوں نے سارا vet کرکے، approve کرکے ایوان میں lay کیا تھا۔

Mr. Chairman: Is it opposed? Honourable Opposition Leader, please.

<u>Senator Dr. Shahzad Waseem, Leader of the Opposition</u>

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم (قائد حزب اختلاف): جناب چیئرمین! پہلی بات تو یہ ہے کہ مجھے نہیں سمجھ آتی کہ اگر اتنی سیدھی سادھی بات ہے تو پھر آج یہ supplementary agenda لانے کی کیا ضرورت تھی، جب supplementary agenda آتا ہے تو پہلے ہی یہ سمجھ آجاتی ہے کہ یہ قانون انہوں نے bulldoze کرنا ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: اس کے بعد ہم نے سینیٹ کا بھی رکھا ہوا ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم: جناب چیئرمین! میری گزارش سن لیں، اس ایوان میں جو روایات قائم کی جارہی ہیں، اس میں ایک اور اضافہ ہو رہا ہے، ایک تو قانون سازی کے ذریعے یہ روایت قائم کی گئی، کہ personal specific law بنائے جائیں اور اب ایک نئی روایت قائم کی جارہی ہے کہ جہاں پر آئینی ترمیم کی ضرورت ہے، جہاں پر آئینی مسائل ہیں ان کو یہ simple

legislation کے ذریعے پورا کر رہے ہیں اور یہ بار بار practice ہو رہی ہے۔ جناب چیئرمین! کوئی بھی legislation وہ constitution سے اوپر نہیں ہوسکتی، اس نے constitution کے نیچے ہی رہنا ہے، جو constitution نے بات کہہ دی ہے اس کے اندر میں رہ کر قانون سازی ہوگی یہ نہیں ہوسکتا کہ آپ قانون سازی کریں اور constitution کی ہئیت کو تبدیل کردیں، constitution election date کے حوالے سے بہت clear ہے، constitution مخصوص حالات میں Governor and President کو اختیار دیتا ہے کہ وہ date announce کرے، Article-48 کی جو شق نمبر پانچ ہے، وہ کہتی ہے کہ اگر President Assembly کو dissolve کرتا ہے تو صدر الیکشن کی تاریخ دے گا، یہ میں نہیں بول رہا یہ آئین کہہ رہا ہے کہ اگر President Assembly کو dissolve کرتا ہے تو President date دے گا اور دوسرا caretaker cabinet مقرر کرے گا، اسی طرح Article-105, Sub Section-3, وہ یہی اختیار Governor کو دیتا ہے کہ وہ date دے گا اور اس کے بعد وہ caretaker cabinet مقرر کرے گا۔ جناب چیئرمین! تیسری بات یہ ہے کہ حدود اور قیود بھی constitution نے مقرر کردی ہیں کہ within 60 days election ہونا ہے اگر اسمبلی اپنی term پوری کرتی ہے اور اگر ایک دن پہلے بھی، یعنی اپنی پوری term سے پہلے اسمبلی dissolve ہوتی ہے تو within-90 days کو cap کرتا ہے، کوئی بھی date اگر ان تاریخوں سے باہر ہوگی وہ آئین کی خلاف ورزی ہوگی۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ یہ کلی اختیار Election Commission کو دے دینا اور جو Election Commission کی performance رہی ہے اس کو سامنے رکھتے ہوئے، یہ آئین کے ساتھ زیادتی ہوگی اور عدالتیں بھی اسی کی تشریح کرچکی ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ نے کچھ تبدیلی کرنی ہے تو اس کے لیے آپ کو constitutional amendment لانی پڑے گی اور آپ کلی اختیار Election Commission کو نہیں دے سکتے کہ وہ ساٹھ اور 90 دنوں سے آگے چلے جائیں، جہاں پر President and Governor کا اختیار ہے وہاں پر وہ اختیار استعمال کریں، ایسے نہیں ہوتا۔ میری یہ گزارش ہے کہ آپ اس پر غور کریں، دیکھیں کوئی بھی تبدیلی کرنی ہے اس کا جو طریقہ کار ہے، جمہوری، پارلیمانی، اس حساب سے کریں، آپ simple

constitutional legislation کے ساتھ یہ تبدیلی نہیں کر سکتے، اگر کرنی ہے تو amendment لانی پڑے گی۔

Mr. Chairman: Honourable Minister for Law.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: قائد حزب اختلاف نے مجھے بات کرنے کا موقع دے دیا۔ جناب! میں صرف Bill پڑھ دیتا ہوں، یہ Bill پہلے آیا، دونوں ایوانوں کی Joint Committee constitute ہوئی، ابھی کامران مرتضٰی صاحب بیٹھے ہوئے تھے، اس میں سینیٹر کامران مرتضٰی صاحب، سینیٹر علی ظفر صاحب، سینیٹر فاروق حامد نائیک صاحب، سینیٹر میاں رضا ربانی صاحب اور National Assembly سے 6 ممبرز شامل تھے۔ جناب! پڑھ دیتا ہوں اور ڈاکٹر صاحب کی جو reservations ہیں یا ان کے تحفظات ہیں، وہ دور ہو جائیں گے۔

Amendment of Section 57, Act XXXIII of 2017 in the Elections Act 2017 hereinafter referred to as the said Act in section 57 for sub-section (1), the following shall be substituted, namely:-

(1) Subject to Constitution,

(2) اب میں اس کی تشریح کر دیتا ہوں، یہ بل کہتا ہے کہ subject to Constitution ہو گا یعنی جہاں پر آئین میں اختیار دیا گیا ہے، چاہے وہ اختیار صدر کا ہے، چاہے وہ اختیار Election Commission کا ہے، چاہے وہ اختیار وزیر اعلیٰ کا ہے، وہ وہی authority exercise کرے گا جو آئین میں ہے کیونکہ اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے۔ آئین بالادست ہے، آئین supreme law ہے، اور اس کے تابع قانون سازی ہے۔

"Subject to Constitution the Commission shall by notification in the official gazette announce date or dates, as the case may be, of the general elections." جہاں پر آئین خاموش ہے، جہاں پر آئین میں ذکر نہیں ہے، اس anomaly کو دور کرنے کے لیے Elections Act میں پہلے دیا گیا تھا اور Election Commission کے کردار کو فعال بنانے کے لیے کیا گیا۔ Amendment of section 58 Act, 33 of 2017 جو ہے جو ایک مرتبہ schedule آ جائے، اس میں رد و بدل کرنا پڑتا ہے، کئی مرتبہ court

orders آ جاتے ہیں۔ میں ایک مثال دیتا ہوں، آپ سوچیں کہ کیٹی بندر میں کل یا دو دن پہلے polling ہونی تھی، اب اس طوفانی صورت حال میں polling آگے لے کر جانی ہے، یہ اختیار Election Commission کا ہوتا ہے کہ وہ دیکھے آیا ان سمندری طوفانوں کے دوران polling کرانا ضروری ہے یا انسانی جانیں بچانا ضروری ہے۔ یہ already قانون ہے، اس کی صرف تشریح کی گئی ہے اور اس کو subject to Constitution رکھا گیا۔ 90 60 and days کی جو لڑائی ہے، وہ بھی Article 254 of the Constitution میں addressed ہے لیکن وہ عدالتیں کریں اور ڈاکٹر صاحب اپنی خواہش کے مطابق کریں۔ وہ 60 days میں کرانا چاہتے ہیں، وہ 60 days میں کرائیں، وہ 90 days میں کرانا چاہتے تو 90 days میں کرائیں۔ صرف یہ 2 anomalies تھیں جن کو دور کرنے کے لیے کیا گیا۔

جناب! میں ایک بات کی وضاحت کر دوں، ظاہر ہے کہ آئین آپ کو ایک broader line draw کر کے دیتا ہے، آئین میں بنیادی ڈھانچہ دیا گیا ہے اور آئین ہمیشہ قانون سازی کے ذریعے بولتا ہے، subordinate legislation کے ذریعے عمل کیا جاتا ہے۔ آئین میں جہاں پر کوئی مدت متعین کر دی گئی کہ election اتنے روز میں ہو گا، اتنے روز میں result آئے گا، وزیر اعظم کا انتخاب اتنے دنوں میں ہونا ہے، فلاں چیز اتنی دیر تک رہے گی، کوئی سزا ہے تو وہ تجویز کر دی گئی کہ وہ اتنے سال لاگو ہو گی، ہمیشہ وہاں پر آئین prevail کرتا ہے۔ جہاں پر آئین خاموش ہو، وہاں پر اس ایوان کا اختیار ہے کہ یہ آئین کے تابع قانون سازی کرے۔ جناب! یہ بڑی سادہ سی بات ہے، میں نے جیسے دو مرتبہ پڑھا، دونوں provisions میں یہ طے کر دیا گیا تھا، it would be subject to the Constitution, یعنی جہاں آئین میں لکھا ہے تو آئین prevail کرے گا، جہاں پر خاموشی ہے یا جہاں پر کوئی anomaly ہے، وہ اس قانون سازی کے ذریعے درست کریں، اس سے زیادہ بات نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: آپ کا شکریہ۔ میں introduce کر رہا ہوں، ڈاکٹر صاحب! میں آپ کو floor دیتا ہوں پھر اس پر بات کروں گا۔ جی ڈاکٹر صاحب، بتائیں، دو ڈاکٹر صاحبان کھڑے ہیں، ڈاکٹر صاحب! آپ تشریف رکھیں کیونکہ بڑے ڈاکٹر صاحب کھڑے ہیں۔ اچھا عمر میں آپ بڑے ہیں؟ جوان لگ رہے تھے۔ جی ڈاکٹر صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم: جناب! اتنی سادہ بات ہوتی تو کیا ہی بات تھی۔ آپ کے سامنے ہے کہ اسمبلیاں dissolve ہوئے کتنا وقت ہو گیا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ Election Commission نے یہ فیصلہ کرنا ہے، اب Election Commission یہ بھی فیصلہ کرتا ہے کہ ہم مثبت نتائج آنے تک elections نہیں ہونے دیں گے۔ یہ بات ہے کہ آئین خاموش نہیں ہے، آئین نے guidelines دی ہوئی ہیں اور آئین میں بڑی clarity سے بتایا ہوا ہے لیکن یہ ہے کہ آئین کو side پر کرکے ایک مبہم قانون سازی کے ذریعے ایک راستہ نکالنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پارلیمانی روایات کے خلاف ہے، اگر آپ نے کوئی کام کرنا ہے تو آئینی ترمیم لاکر کریں، یہ simple legislation سے نہیں ہوگا۔

Mr. Chairman: Thank you. I now put the motion before the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The Bill stands introduced. Order No.4, honourable Mr. Murtaza Javed Abbasi, Federal Minister for Parliamentary Affairs, on his behalf honourable Minister of State for Law, please move order No.4.

Motion under Rule 263 moved for dispensation of Rules

Senator Shahadat Awan (Minister of State for Law): I, on behalf of the Minister for Parliamentary Affairs, hereby move under Rule 263 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012, that the requirement of Rule 98 of the said Rules regarding referral of the Bill further to amend Elections Act, 2017, [The Elections (Amendment) Bill, 2023], to the Standing Committee concerned be dispensed with.

Mr. Chairman: I now put the motion before the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is carried. Order No.5, Mr. Murtaza Javed Abbasi Federal Minister for Parliamentary Affairs, on his behalf honourable Minister of State for Law, Senator Shahadat Awan, please move order No.5.

Consideration and Passage of [The Elections (Amendment) Bill, 2023]

Senator Shahadat Awan: Sir, I on behalf of Minister for Parliamentary Affairs, hereby move that the Bill further to amend the Elections Act, 2017 [The Elections (Amendment) Bill, 2023], be taken into consideration at once.

Mr. Chairman: Is it opposed? It has been moved that the Bill further to amend the Elections Act, 2017 [The Elections (Amendment) Bill, 2023], be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is adopted. Second reading of the Bill. Clauses 2 and 3, there is no amendment in Clauses 2 and 3, so, I will put these Clauses as one question before the House. The question is that Clauses 2 and 3 do form part of the Bill?

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Clauses 2 and 3 stand part of the Bill. There is an amendment in the Bill, there is an amendment regarding addition of a new clause 4 in the Bill, in the names of Senators Dilawar Khan, Hafiz Abdul Karim, Kauda Babar, Danesh Kumar, Saeed Ahmad Hashmi, Manzoor Ahmad, Prince Ahmad Umer Ahmedzai.

ترمیم کو کون move کرے گا؟ جی حافظ عبدالکریم صاحب! آپ براہ مہربانی amendment move کریں۔

سینیٹر حافظ عبدالکریم: جناب چیئرمین! انتخابات کے حوالے سے بات چیت ہو رہی ہے یا ترامیم ہو رہی ہیں تو میں اس سلسلے میں عرض کروں گا اور میں ایک ترمیم پیش کرنا چاہتا ہوں اور وہ ترمیم موجودہ صورت حال میں بہت ضروری ہے کیونکہ ہمارے ملک میں کچھ ایسے فیصلے ہوئے ہیں جن کی وجہ سے ملک کو بے حد اقتصادی اور سیاسی نقصان پہنچا ہے۔ سیاستدانوں کو یہ credit جاتا ہے اور سیاسی جماعتوں کو بھی یہ credit جاتا ہے کہ انہوں اس ملک کو آئین دیا۔ اس میں خود احتسابی کا نظام بھی موجود ہے، اگر کسی پارلیمنٹ کے ممبر میں خامی ہے تو اس کا احتساب ہوتا ہے لیکن جب وہ احتساب انتقام کی صورت اختیار کر لیتا ہے تو اس سے ملک کو نقصان ہوتا ہے۔ میں ایک ترمیم پیش کرنا چاہ رہا ہوں، وہ اس حوالے سے ہے کہ جو پانچ سال کی نااہلی کچھ ادارے کرتے ہیں اور جو ان کو پسند نہیں ہوتا تو اس کو پوری زندگی کے لیے سیاست سے الگ کر دیتے ہیں، میرے خیال میں اس چیز کا ہمارے ملک کو نقصان ہوا ہے۔ تو میں یہ تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں کہ انتخابات (ترمیمی) بل، ۲۰۲۳ء میں سینیٹ میں پیش کردہ صورت میں، شق ۳ کے بعد درج ذیل نئی شق ۴ کا اضافہ کیا جائے گا، یعنی:

”۴۔ ایکٹ ۳۳ بابت ۲۰۱۷ء دفعہ ۲۳۲ کی تبدیلی: مذکورہ ایکٹ میں، دفعہ ۲۳۲ کو درج ذیل سے بدل دیا جائے گا اور، مذکورہ ایکٹ، کی دفعہ (۱) کی ذیلی دفعہ (۳) میں موجود کسی بھی امر کے باوجود، دستور (اٹھارھویں ترمیمی) ایکٹ، ۲۰۱۰ء (۱۰ بابت ۲۰۱۰ء) کے آغاز پر اور اس کے بعد سے ہمیشہ ایسا ہی تبدیل کیا گیا تصور ہو گا؛ یعنی:

”۲۳۲ اہلیت اور نااہلیت۔۔(۱) کسی بھی شخص کا مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) یا کسی صوبائی اسمبلی کا رکن منتخب یا چننے یا رہنے کے لیے اہلیت یا نااہلیت ایسی ہو گی جو دستور کے آرٹیکلز ۶۲ اور ۶۳ میں وضع کی گئی ہیں۔

مگر شرط یہ کہ دفعہ ہذا کے تحت اہلیت اور نااہلیت کا طریقہ کار، انداز اور مدت ایسی ہو گی جیسا کہ دستور کے آرٹیکلز ۶۲ اور ۶۳ کی متعلقہ دفعات میں خاص طور پر صراحت کی گئی ہے اور جہاں پر

اس قسم کے کسی طریقہ کار، انداز یا مدت کی صراحت نہیں کی گئی وہاں ایکٹ ہذا کی دفعات کا اطلاق ہو گا۔

(۲) باوجود یہ کہ کوئی چیز ایک ایکٹ کی کسی دفعات، رائج الوقت کسی دیگر قانون یا فیصلہ، کسی عدالت کا حکم یا ڈگری بشمول سپریم کورٹ اور ہائیکورٹ کے، مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) یا دستور کے آرٹیکل ۶۲ کی شق (ا) کے پیراگراف (و) کے تحت کسی صوبائی اسمبلی کے لیے کسی شخص کو جو منتخب کیا جائے گا، چنا جائے گا یا رہے گا کی نااہلیت اس ضمن میں عدالت کے اعلامیے کے عرصے سے پانچ سال سے زائد نہ ہو گی اور اس طرح اعلامیہ قانون کے طریقہ کار کے تابع ہو گا۔

جناب چیئرمین! میں نے آپ کو اس ترمیم کی وجہ بھی بتا دی ہے، بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ سینیٹر دلاور خان صاحب۔

سینیٹر دلاور خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب میں اس سے پہلے ایک شعر پڑھتا ہوں:

ہم کو آپس میں محبت نہیں کرنے دیتے
یہ مصیبت ہے اس شہر کے ایوانوں میں

جناب چیئرمین: شعر دوبارہ پڑھیں۔

سینیٹر دلاور خان: جی جناب۔

ہم کو آپس میں محبت نہیں کرنے دیتے
یہ مصیبت ہے اس شہر کے ایوانوں میں

جناب چیئرمین! آج جو ترمیمی بل پیش کیا جا رہا ہے اس بابت ہمارے تمام colleagues نے آپس میں مشورہ کیا اور ہم یہ ترمیمی بل لائے ہیں کیونکہ اس قانون میں disqualification پر آئین خاموش ہے۔ اس خاموشی اور اس کی میعاد کا تعین کرنے کے لیے یہ بل لایا گیا ہے۔ ہمارے عزیز اور محترم جہانگیر ترین صاحب اس قانون کا شکار ہوئے۔ ملک کے تین مرتبہ وزیراعظم بننے والے میاں محمد نواز شریف صاحب بھی اس قانون کا شکار ہوئے، یہی تلوار ان پر بھی پھیری گئی۔ بلوچستان کے ہمارے کئی دوستوں پر بھی یہی تلوار پھیری گئی، لہٰذا ہم یہ چاہ رہے ہیں کہ Parliamentarians اور مجلس شوریٰ کا اختیار مجلس شوریٰ کے پاس ہی ہو نہ کہ ہمارے آئین میں تھوڑی سی ambiguity ہو اور وہ مسئلہ ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ چلا جائے اور وہ ہم پر تاحیات نااہلی کی تلوار پھیریں۔ یہ وہ

draconian law ہے جس کے بارے میں ہم نے نہ کبھی سنا اور نہ دیکھا اور اسی وجہ سے ہم یہ ترمیمی بل لائے ہیں۔

I wish to move that in the Elections (Amendment) Bill, 2023 as introduced in the Senate, after clause 3, the following new clause 4 shall be added, namely:-

"**4. Substitution of section 232, Act XXXIII of 2017**.- in the said Act, for section 232, the following shall be substituted and shall, notwithstanding anything contained in sub-section (3) of section 1 of the said Act, always be deemed to have been so substituted on and from commencement of the Constitution (Eighteenth Amendment) Act, 2010 (X of 2010), namely: -

"**232. Qualification and disqualifications.-** (1) The qualifications and disqualifications of a person to be elected, chosen or to remain as a member of the *Majlis-e-Shoora* (Parliament) or a Provincial Assembly shall be such as provided for in Articles 62 and 63 of the Constitution:

Provided that the procedure, manner and duration of the qualifications and disqualifications under this section shall be such as specifically provided for in the relevant provisions of Articles 62 and 63 of the Constitution and where no such procedure, manner or duration has been provided for therein, the provisions of this Act shall apply.

(2) Notwithstanding anything contained in any other provisions of this Act, any other law for the time being in force and judgment, order or decree of any court, including the Supreme Court and a High Court, the disqualification of a person

to be elected, chosen or to remain as a member of the *Majlis-e-Shoora* (Parliament) or a Provincial Assembly under paragraph (f) of clause (1) of Article 62 of the Constitution shall be for a period not exceeding five years from the declaration by the court of law in that regard and such declaration shall be subject to the due process of law.”

جناب چیئرمین! میں نے تو بہت وضاحت کے ساتھ اسے پڑھنے سے پہلے معزز اراکین کے نام بھی لیے، لہٰذا اس پر کسی کو اعتراض نہیں ہونا چاہیے اور اگر یہ متفقہ طور پر پاس ہو جائے کیونکہ کل کو یہ تلوار ہم پر بھی پھیری جا سکتی ہے، کل یہ تلوار عمران خان صاحب پر بھی پھیری جا سکتی ہے، اسی وجہ سے ہم یہ کہتے ہیں کہ Opposition and Treasury Benches unanimously اسے پاس کریں تاکہ دنیا کو یہ پیغام جائے کہ یہاں آئین کا بول بالا ہے۔

جناب چیئرمین: جی معزز اپوزیشن لیڈر صاحب۔

Senator Dr. Shahzad Waseem, Leader of the Opposition

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم: جناب انہوں نے آخری جملہ وہی بولا جس پر ہم سب متفق ہیں کہ پیغام یہ جانا چاہیے کہ آئین بالاتر ہے اور ہم بھی یہی کہہ رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: آئین اور پارلیمان۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم: جناب آئین خاموش نہیں ہے۔آئین بالکل خاموش نہیں ہے، جہاں پر آپ کہتے ہیں کہ کوئی ambiguity ہے تو اس کا طریقہ کیا ہے، آئین کی تشریح کس نے کرنی ہے، وہ عدالتوں نے کرنی ہے۔ پہلی بات یہ کہ آئین میں آپ کو اگر کہیں پر شک نظر آتا ہے تو اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ آپ کی عدالتوں نے اس کی تشریح کرنی ہے۔ دوسرا یہ کہ جہاں تک پارلیمان کا قانون سازی کا حق ہے، بالکل ہے، مگر اس کی بھی حدود و قیود ہیں، retrospective and person specific قانون سازی کسی بھی طرح سے اچھی قانون سازی میں شمار نہیں ہوتی ہے۔ اپنے اختیار کو بھی اگر استعمال کرنا ہے تو وہ بھی آپ کو اپنی حدود و قیود میں رہتے ہوئے کرنا ہے۔ آپ آئینی ترمیم کر دیں اگر آپ کو اس میں کوئی problem ہے تو آپ

Constitutional amendment کر دیں۔ اگر ہم نے آئین اور قانون کی بات کرنی ہے تو اس کی جو صحیح spirit ہے اس پر رہ کر ہمیں بات کرنی ہو گی۔

جناب چیئرمین: جی مشتاق صاحب۔

Senator Mushtaq Ahmed

سینیٹر مشتاق احمد: جناب چیئرمین! یہ جو Elections Amendment Bill آیا ہے اصولاً تو اس کی رپورٹ بھی پیش کی جانی چاہیے تھی، اس پر بات ہو سکتی ہے اس لیے کہ الیکشن کمیشن کے ساتھ اس وقت جو حشر ہو رہا ہے کہ ان کے پاس financial autonomy نہیں ہے اور جب ان کو ضرورت پڑتی ہے تو حکومت انہیں پیسے جاری نہیں کرتی ہے اور انہیں بہت آسانی کے ساتھ اپنے راستے پر لا سکتی ہے اور dictate کر سکتی ہے لیکن اس کے ساتھ آپ نے addition of clause 4 کر لیا اس میں اگر تھوڑی بہت بھی آپ کی نیک نیتی شامل تھی وہ خراب کر دی ہے۔ جناب چیئرمین! میں اس کی مخالفت کر رہا ہوں Articles 62-63 بہت clear ہیں ان میں کوئی ambiguity نہیں ہے اور مجھے اس بات سے بالکل اتفاق ہے کہ اگر کہیں پر خلاء ہے تو وہ عدلیہ کا فرض ہے، عدلیہ کی duty ہے کہ اس کو clear کرے۔ اس کو Ordinary Law کے ذریعے سے Constructional Articles کو ہم explain نہیں کر سکتے۔ یہ بتدریج Articles 62-63 کو غیر مؤثر بنانا ہے، آج آپ اس کو پانچ سال کی مدت کے لیے محدود کر رہے ہیں کل ایک سال پر کر دیں گے، اگلے سال ایک لاکھ روپے پر کر لیں گے۔ آپ بتدریج اس کو غیر مؤثر کر لیں گے اس لیے یہ درست نہیں ہے، جو Articles 62-63 ہیں یہ اسلام کا تقاضا ہے، قرآن سنت کا تقاضا ہے، عوام کی خواہش کا عنصر ہے۔

جناب چیئرمین! میرے بھائی سینیٹر دلاور نے بات کی ہے افراد کے نام لیے ہیں واضح ہو گیا کہ person specific ہیں اور چند افراد کے لیے اس کو لایا جا رہا ہے۔ 25 کروڑ عوام تکلیف میں ہیں اور ہم یہاں بیٹھ کر کچھ لوگوں کے لیے قانون سازی کر رہے ہیں اور وہ مؤثر با ماضی retrospect effect کے ساتھ قانون سازی کر رہے ہیں اور اگر یہ قانون سازی اتنی ضروری تھی تو آپ اس کو supplementary agenda میں کیوں introduce کر رہے ہیں؟ آپ اس کو normal انداز سے introduce کریں۔

جناب چیئرمین: شکریہ، تشریف رکھیں۔ آپ کو وقت دیں گے، please تشریف رکھیں۔

Mr. Chairman: Honourable Minister for Law.

Senator Azam Nazeer Tarar, Minister for Law and Justice

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں بلوچستان عوامی پارٹی کے سینیٹرز کو کہ انہوں نے وہ کام کیا جو کہ سارے ایوان کو ایک ساتھ مل کر کرنا چاہیے تھا اور جو بات سینیٹر دلاور نے کہی میں اس بات کی من و عن تائید کروں گا کہ اس موقر ایوان کا اختیار ہے قانون سازی کرنا اور قانون سازی پارلیمان کے علاوہ کہیں اور نہیں ہو سکتی، بد قسمتی سے ہم نے ہمیشہ اپنی داڑھی خود اپنے ہاتھوں سے ان کے ہاتھوں میں پکڑائی ہے اور پھر بعد میں روتے ہیں کہ آئین rewrite کر دیا گیا ہے، آئین کو دوبارہ لکھ دیا گیا ہے۔ عدالت کا یہ mandate نہیں ہے کہ وہ پارلیمان کا اختیار غصب کرے اور آئین لکھ دے۔ یہ اختیار پارلیمان نے نہ کبھی دیا اور نہ ہی کبھی دے گی اور خدارا آپ کے گروہی اختلافات ہیں ان کو اس مقدس فریضے میں گڈمڈ نہ کریں، آئین سازی آئین بدلنے سے ہی ہوتی ہے۔

میں دو lines پڑھ دیتا ہوں میرے خیال سے ہم لوگوں کے تعصب کی عینک اتنی زیادہ thick ہے اور اتنی گہری ہے کہ ہم پڑھنا بھی نہیں چاہتے۔ میں پڑھ دیتا ہوں اور ایک ایک لفظ کا ترجمہ کروں گا دلاور خان صاحب اور حافظ صاحب اور باقی دوستوں کی جو ترمیم ہے، میں سمجھتا ہوں کہ بہت سوچ سمجھ کر بنائی۔

Qualifications: The qualifications and disqualifications of a person to be elected, chosen or to remain as a member of the Majlis-e-Shoora (Parliament) or the Provincial Assembly shall be such as provided for in Articles 62 and 63 of the Constitution.

دوسری کوئی رائے نہیں ہے آئین میں Articles 62 and 63 میں جو لکھ دیا گیا ہے وہ prevail کریں گی۔ کچھ ایسی بھی ہیں disqualifications جیسے بر وقت utility bill pay نہ کرنا، آپ زرعی ترقیاتی بینک کے defaulter ہوں اور پھر آپ notice کے باوجود نہ دیں، وہ Election Laws کے مطابق disqualifications ہیں آپ elections سے باہر ہو جاتے ہیں اور بھی بہت ساری ہیں لیکن آئینی کو یہاں پر بھی انہوں نے کہا کہ وہ وہی ہوں گی جو

آئین میں ہیں۔ Proviso دیا، provided that the procedure, manner
and duration of the qualifications and disqualifications
under this section یہ جو ترمیم ہے اس کے تحت بھی shall be such وہی ہوں گی
as specifically provided for in the relevant provisions of
Articles 62 and 63. وہ as it is apply ہو جائیں گی and where no
such procedure اور جہاں پر آئین میں ایسا procedure, manner ضابطہ کار،
طریقہ کار اور duration نہیں دی گئی has been provided there-in, the
Provisions of this Act shall apply. وہاں پر اس تعطل کو، جو anomaly ہے
اس کو دور کرنے کے لیے اور اس void کو bridge کرنے کے لیے یہ اب آرہی ہے آپ کی جو
تجویز ہے notwithstanding anything contained in any other
provisions of this Act any ہے اس Act کے اندر کی آئین کی نہیں، any other
Law for the time being in force and judgment, order or
decree of any court, civil courts نے کہا ہوا کہ اس طرح کر دیا ہے قانون
سازی آپ کا حق ہے۔ Disqualification of a person to be elected,
chosen or remain as a member of the Majlis-e-Shoora (Parliament) or a Provincial Assembly under paragraph (f) of Clause of (1) of Article 62 of the Constitution shall be for a period not exceeding five years from the declaration by the Court of Law in that regard and such declaration
shall be subject to due process of law تو اس میں کیا برا ہے؟

آپ کسی آدمی کے آئینی حقوق لے رہے ہیں to contest election, to
form a political party, to run for election, to be elected is
a fundamental right of every individual. آپ کہہ رہے ہیں کہ آپ اس
کو اس لیے کردیں تاحیات کہ ایک منظم طریقے سے campaign چلی پانچ چھ سال جس میں
100 کے قریب Parliamentarians ہیں اور ان کا تعلق بلوچستان سے بھی ہے، ان کا تعلق
KP سے بھی ہے، ان کا تعلق پنجاب سے بھی ہے ان میں ہمارے قومی رہنما بھی ہیں۔ اس قانون میں

سقم ہونے کی وجہ سے وہ بیٹھا دیا گیااس میں صرف یہ کہا گیا ہے کہ جہاں آئین، میرے بائیں ہاتھ بیٹھے ہیں ملک کے منتخب وزیر اعظم جن کو گھر بھیج دیا گیااور انہوں نے grace کا مظاہرہ کیا۔ ہم نے television پر دیکھا، اخباروں میں پڑھا کہ گیلانی صاحب نے کہا کہ ٹھیک ہے جو ہو گیا ٹھیک ہو گیا لیکن پانچ سال تک گیلانی صاحب کو نا اہل کر دیا گیا۔ بہت سارے اور مقدمات بھی ہیں یہ صرف وضاحت ہے اس قانون میں اور یہ ہمیشہ subject to Constitution ہی ہے۔

Mr. Chairman: Thank you honourable Minister. Yousuf Raza Gillani Sahib.

سینیٹر یوسف رضا گیلانی: جناب چیئر مین! اس important issue کی بلوچستان کی طرف سے amendment آئی ہے، غالباً BAP پارٹی سے ہو گی۔

جناب چیئر مین: اس میں مختلف ہیں، حافظ عبدالکریم صاحب، دلاور خان صاحب نے اور باقی ساتھیوں نے پیش کی ہے۔

<u>Senator Syed Yousuf Raza Gillani</u>

سینیٹر یوسف رضا گیلانی: بلوچستان سے آئی ہے تو میں ان کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں، میں سمجھتا ہوں ان کو تو ہم پہلے سے ہی مانتے تھے اب سارے مان رہے ہیں یہ بہت اچھی بات ہو گئی ہے۔ میں صرف یہ بات کرنا چاہ رہا ہوں ادھر کوئی victim نہیں بیٹھا جو وضاحت کر سکے I am the only victim, میں Leader of the Opposition سے گزارش کرنا چاہ رہا تھا، 1958 میں بہ یک جنبش قلم سے East and West Pakistan کے چوٹی کے جتنے بھی اکابرین تھے ان کو disqualify کر دیا گیا۔ Elected Bodies Disqualification Orders وہ seven years کے لیے ہوتا ہے پھر اس کے بعد متواتر جو بھی آتا تھا تو 58(2)(b) آئین کے اندر تھا اور ہر صدر بڑے gracious طریقے سے ان کو نااہل کر دیتا تھا۔ میں بھی as a Speaker گیا تھا سپریم کورٹ میں کہ why my Assembly has been dissolved? مجھے کہنے لگے جو آپ کے اوپر بھی آئے گا کہ آپ تو perks and privileges enjoy کر رہے ہیں for ninety days, I said I am not talking about myself, I am talking about my members. Why they have been disqualified? آپ کو یاد ہو گا کہ 58(2)(b) کے بعد جب میری حکومت تھی ہم نے تمام

political forces کے ساتھ مل کر amendment کر دی کہ 58(2)(b) کا جو استعمال ہو گا صدر پاکستان نہیں کر سکتا ہے اور وہ اختیارات پارلیمنٹ کو دے دیے کہ پارلیمنٹ با اختیار ہے۔ میرے پاس سپریم کورٹ کی صدر عاصمہ جہانگیر صاحبہ آئیں اور مجھے کہنے لگیں وزیر اعظم صاحب آج آپ بہت خوش لگ رہے ہیں کہ 58(2)(b) ختم ہو گیا ہے۔ میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں کہ آئندہ 58(2)(b) کا اختیار سپریم کورٹ استعمال کرے گی اور آج ثابت ہو گیا کہ مجھے بھی نااہل کیا اور میاں نواز شریف صاحب کو بھی نااہل کیا۔ تو ایک ambiguity ہے کہ کتنے سال کے لیے disqualify ہونا ہے۔ آج I put the record straight on the floor of the House. جب میں سینیٹ کی درخواست دینے election commission of Pakistan میں گیا تو مجھے کہا گیا کہ you have been disqualified. You can’t contest the election. دونوں طرف سے وکلاء PTI کے بھی تھے اور ہمارے بھی تھے۔ وہ کہنے لگے کہ آپ الیکشن لڑ نہیں سکتے۔ میں نے کہا کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ میں تو already 2018 کا الیکشن لڑ چکا ہوں۔ وہ پانچ سال کی disqualification تھی۔ اس دوران مجھے ایک فون آیا۔ یہ off the record ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے تو آپ کو پانچ سال کے لیے disqualify کیا تھا یہ کیوں آپ کو زیادہ عرصے تک کے لیے کرانا چاہتے ہیں۔ تو پھر ہم نے contest کیا۔ I was allowed to contest and became Senator. تو اس لیے I am not the beneficiary. میں تو اپنی سزا کاٹ چکا ہوں۔ میں نے یہ اپنے لیے نہیں کرنا ہے۔ میں تو سوچ رہا ہوں کہ مستقبل کی generation کے لیے ہے۔ آنے والوں کے لیے ہے۔ یہ ambiguity نہ ہو کہ جس کو زیادہ غصہ ہو وہ زیادہ ہی سزا دے۔ یہ نہیں ہونا چاہیے۔ اس لیے یہ آئین پاکستان کے جو 58 (2) (b) کے powers ہم نے لے لیے تھے اور آپ کو دیے تھے آپ پھر کیوں واپس کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کیوں اپنی داڑھی کسی اور کے ہاتھ میں دینا چاہتے ہیں۔ اس لیے میں یہ کہوں گا کہ

ہمیں ڈراتے ہیں تاریکیوں سے وہ جن کے دلوں میں روشنیوں کی تمنا نہیں

شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی منظور احمد کاکڑ صاحب۔

Senator Manzoor Ahmed

سینیٹر منظور احمد: جناب چیئرمین! جو بل آیا ہے۔ یہاں پر دلاور صاحب، تارڑ صاحب اور خاص کر گیلانی صاحب جو victim رہے ہیں۔ انہوں نے اس پر تفصیلاً باتیں کی ہیں۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ یہ پارلیمان مضبوط ہو اور ہم جمہوریت کی بات کرتے ہیں۔ جمہوریت کو ہم مزید مضبوط کریں۔ وہ اس طرح کی legislation سے ہم کر سکتے ہیں۔ یہ کسی کی ذات کی بات نہیں ہے۔آج کسی اور کے ساتھ ہوا ہے تو کل کسی اور کے ساتھ ہوگا۔ ہم نے اس جمہوریت اور پارلیمان کو اگر مضبوط کرنا ہے تو چند فیصلے ہمیں کرنے پڑیں گے۔ جناب چیئرمین !اس کی ایک مثال میں آپ کو دوں گا۔نیب کے حوالے سے کچھ ترامیم ہم نے کی ہیں۔ وہ ترامیم جو نیب میں ہوئی ہیں آج ان سے کون مستفید ہو رہا ہے؟ جو پچھلے ادوار میں تھے وہ نیب اور آج کا جو نیب ہے۔آج جو victims ہیں وہ اس سے مستفید ہوں گے۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ نیب میں جو ترامیم ہوئی ہیں تو اس کا فائدہ سب کو مل رہا ہے۔ اس حوالے سے یہ جو ترمیم آئی ہے۔ جیساکہ میں بلوچستان کی بات رکھوں گا۔ تمام ملک اور صوبوں کے حوالے سے اس طرح کی disqualifications آئی ہوئی ہیں۔شعیب نوشیر انی صاحب ہمارا ایک بہت ہی young politician تھا، وہ تاحیات نااہل قرار دیا گیا ہے۔اس وقت میرے خیال میں اس کی عمر 25 سال تھی۔ ہم نے ایک ہیرا گنوایا ہے۔ وہ ایک talented لڑکا تھا۔ اس طرح ہمارے جتنے بھی politicians ہیں ملک کے مختلف علاقوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ جو amendment کا Bill ہے اگر یہ متفقہ طور پر پاس ہو جائے تو ایک اچھا message چلا جائے گا۔ ہم اپنے اختیارات کیوں کسی کے ہاتھ میں دے دیں۔ جناب چیئرمین! شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی، بزنجو صاحب۔

Senator Muhammad Tahir Bizinjo

سینیٹر محمد طاہر بزنجو: جناب چیئرمین! شکریہ۔ ہمارے ریاست کے جو ستون ہیں۔ یہ سب اپنی جگہ پر supreme ہیں۔ ہر ایک کا اپنا ایک بلند مقام اور جگہ ہے لیکن گڑبڑ تب شروع ہو جاتی ہے جب مخصوص ادارے سیاست زدہ ہو جاتے ہیں۔ تو مخالفین کو ٹارگٹ بنانا اور ان کو انتقامی کارروائیوں کا نشانہ بنانا ہمارے ملک میں کوئی نئی بات تو نہیں ہے۔ ایوب خان کے زمانے سے لے کر یہ سلسلہ یونہی تسلسل کے ساتھ چلتا آ رہا ہے۔ جناب چیئرمین! میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ میں سمجھتا ہوں کہ کسی بھی سیاسی راہنما کو، چاہے اس کا تعلق کسی بھی جماعت سے کیوں نہ ہو ان کو عمر بھر کے لیے

نااہل قرار دینا کون سا انصاف ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہر اعتبار سے ایک اچھی ترمیم ہے اور ہم سب کو مل کر اس کی حمایت کرنی چاہیے۔

جناب چیئر مین: جی، حیدری صاحب۔

Senator Molana Abdul Ghafoor Haideri

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: جناب چیئر مین! اداروں کی بات کی گئی۔ اداروں میں کوئی ادارہ ایسا ہونا چاہیے جو supreme ہو۔ ہمارا آئین کہتا ہے کہ پارلیمنٹ سپریم ہے کیونکہ اگر ہر ادارہ اپنے اپنے طور پر سپریم ہوگا تو ملک نہیں چلے گا۔ (عربی) اگر اس کائنات کو چلانے والے دو اللہ ہوتے تو فساد پیدا ہو جاتا۔ ایک اللہ سپریم ہے جو فساد نہیں ہے اور کائنات چل رہی ہے۔ اسی طرح اگر آپ کے ادارے ہیں اور آئین نے یہ طے کیا ہے کہ پارلیمان سپریم ہے۔ تو پھر جج کون ہوتا ہے کہ فریق بن کر عدالت عظمیٰ کی کرسی پر بیٹھا ہوا ہوتا ہے اور وہ فیصلے صادر کرتا ہے۔ پھر اس کے اختیارات ایسے لامحدود ہیں کہ جس سے اس کو تعصب ہو، ذاتیات ہوں اور جس کا وہ خود فریق ہو اور اس کو پھر عمر بھر نااہل قرار دے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ظالمانہ کردار ہے۔ اس کا قلع قمع ہونا چاہیے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئر مین: جی، بتائیں۔ جی، منسٹر صاحب آپ اس کو oppose کر رہے ہیں یا نہیں؟

Senator Azam Nazeer Tarar, Minister for Law and Justice

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب چیئر مین! اس کا ایک ایک لفظ پڑھا گیا ہے۔ جناب چیئر مین! جب نیب کی ترامیم آئیں تو اس وقت ادھر سے شور مچا۔ کاپیاں پھاڑی گئیں اور اس ترمیم کی بھرپور مخالفت کی گئی۔ پھر شومئی قسمت یا طرفہ تماشا دیکھیں کہ چیئر مین تحریک انصاف عمران خان صاحب نے اسی amended law کے تحت سات عدالتوں میں سات درخواستیں دی ہیں کہ مجھے اس کا فائدہ دیا جائے۔ او بھئی! ایسے نہ کیا کریں۔ مت کیا کریں۔ جو قانون سازی آئین کے تابع ہے، آئین کے حدود میں ہے، جو اس ملک میں بسنے والے لوگوں کے حقوق کا تحفظ کرتی ہے ہم اس قانون سازی کو پاس بھی کریں گے۔ اس کو support بھی کریں گے۔ جناب چیئر مین! میں نے اس کا ایک ایک لفظ پڑھا ہے۔ میں اس ترمیم کو fully support کرتا ہوں۔

جناب چیئر مین: جی، ٹھیک ہے۔ جی، ڈاکٹر صاحب۔

Senator Dr. Mohammad Hamayun Mohmand

سینیٹر ڈاکٹر محمد ہمایوں مہمند: جناب چیئرمین! آپ کا بہت بہت شکریہ۔ اس بات پر قائد حزب اختلاف نے بھی کہا ہے کہ اصولی طور پر بعض چیزیں ٹھیک ہیں لیکن بعض چیزیں آپ کو دیکھنی ہوں گی۔ جب آپ ایک قانون بنا رہے ہیں اور اس قانون کو آپ retrospectively لاگو کر رہے ہیں۔ وہ اصولی طور پر ایک غلط چیز ہے۔ آپ اگر کسی کو چاہ رہے ہیں کہ یہ پانچ سال سے زیادہ نہ ہو۔ اس سے کوئی disagree نہیں کرتا لیکن اگر آپ یہ کہیں کہ 50 سال پہلے جو کام ہوا تھا اس کو آپ undo کریں وہ غلط چیز ہے۔ آپ prospectively law لائیں ناں۔

جناب چیئرمین! دوسری بات یہ ہے کہ اگر آپ نے یہ کرنا ہے۔ جب آپ کہتے ہیں کہ ریاست کے تین حصے ہیں۔ جو کورٹس ہیں، ان کا کام ہے کہ وہ interpretation of the law کریں۔ ہمارا کام ہے کہ ہم laws بنائیں۔ ہمارا کام نہیں ہے کہ ہم law کی interpretation کریں۔ اگر کسی وجہ سے ہم سمجھتے ہیں کہ آئین میں کمی ہے کیونکہ یہ انسانوں کا بنایا ہوا قانون ہے۔ وہ ہمارے ہی سینیئر ذوالفقار علی بھٹو کی ٹیم نے بنایا تھا۔ اگر انہوں نے غلط بنایا تھا اور ہم چاہتے ہیں کہ اس کو correct کریں۔ آپ ضرور کریں لیکن اس کے لیے proper طریقے سے جائیں۔ اگر آپ چور دروازے سے جائیں گے تو آپ کا صحیح کام بھی غلط ہوگا۔ لیکن اگر آپ یہ کہیں کہ میں سپریم کورٹ کی بات نہیں مانتا اور پھر آپ کہیں کہ میں victim تھا یہ غلط ہے۔

Mr. Chairman: Thank you. Honourable Minister for Law.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب والا! یہ آئین کی کتاب سب سے محترم ہے۔ آئین میں اس ہاؤس کا اختیار ہے کہ وہ قانون کو prospective بنائے یا retrospective and even penal ہوتا ہے retrospective میں تو بالکل beneficial legislation legislations اس ملک میں کی گئی ہیں۔ نیب کے قانون کا اطلاق 1985 سے کر دیا گیا اور سپریم کورٹ کے فل کورٹ بنچ نے اس پر ٹھپہ لگایا کہ یہ بالکل ٹھیک قانون ہے یہ سبق ہمیں نہ پڑھائیں۔

جناب چیئرمین: دلاور صاحب تشریف رکھیں۔ بل لا رہے ہیں re amendment والا۔ کہاں جا رہے ہیں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: ہمیں اپنا اختیار استعمال کرنا چاہیے اور یہ معزز ایوان کا اختیار ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی نئی قانون سازی نہیں ہے، یہ ایک وضاحتی قانون بنایا گیا ہے جو کہ ماضی

میں ظلم ہوئے ہیں، زیادتیاں ہوئی ہیں excesses ہوئی ہیں اور کورٹوں نے جہاں پر overdoing کی ہے، step over کیا ہے اس کو یہ درست کردے گا، تاریخ درست کرے گا۔

Mr. Chairman: Now I put the amendment before the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The amendment is carried. Now I put the addition of the new Clause 4 in the Bill before the House. The question is clause 4 do form part of the Bill?

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Clause 4 stands part of the Bill. Clause 1, the Preamble and the Title of the Bill. The question is that Clause 1, the Preamble and the Title, do form part of the Bill?

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Clause 1, the Preamble and the Title, stands part of the Bill.

Mr. Chairman: Order No.6, Mr. Murtaza Javed Abbasi, Minister for Parliamentary Affairs. On his behalf Mr. Shahadat Awan, Minister of State for Law, please move order No.6.

Senator Shahadat Awan (Minister of State for Law): On behalf of Minister for Parliamentary Affairs, I wish to move that the Bill further to amend the Elections Act 2017, the Elections Amendment Bill, 2023 be passed.

Mr. Chairman: It has been moved that the Bill further to amend the Elections Act, 2017 [the Election (Amendment) Bill, 2023], be passed.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The Bill stands passed. Order No.7, Senators Kauda Babar, Manzoor Ahmed, Mian Raza Rabbani, Syed Yousuf Raza Gillani, Dilawar Khan, Farooq

Hamid Naek, Mushahid Hussain Sayed, Dr. Afnan Ullah Khan, Atta-ur-Rehman, Mohammad Abdul Qadir, Hafiz Abdul Karim, Dr. Shahzad Waseem, Leader of the Opposition, Zeeshan Khan Zada, Fawzia Arshad, Sardar Muhammad Shafiq Tareen, Hidayatullah Khan, Saeed Ahmed Hashmi, Irfan-ul-Haque Siddiqui, Muhammad Akram, Haji Hidayatullah Khan, Prof. Dr. Mehr Taj Roghani, Saifullah Abro, Prince Ahmed Umer Ahmedzai, Danesh Kumar, Rana Mahmood ul Hassan, Falak Naz, Molana Abdul Ghafoor Haideri, Seemee Ezdee, Mohammad Humayun Mohmand, Keshoo Bai, Bahramand Khan Tangi, Abida Azeem, Muhammad Tahir Bizinjo, Nuzhat Sadiq, Palwasha Mohammed Zai Khan, Taj Haider, Hillal ur Rehman, Rubina Khalid, Saifullah Sarwar Khan Nyazee, Khalida Ateeb and Anwar Lal Dean. Please move Order No.7, Kauda Babar Sahib.

Motion under Rule 263 moved for dispensation of rules

Senator Kauda Babar: I, on behalf of the other Senators, move under Rule 263 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012, that the requirement of Rules 25, 27, 94, 95 and 98 of the said Rules be dispensed with in order to introduce and take into consideration the Private Members' Bills at Orders No. 8 to 19.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Order No.8. Senator Kauda Babar, please move Order No.8 on behalf of other Senators.

Introduction of the Members of Senate (Salaries and Allowances) Bill, 2023

Senator Kauda Babar: I, on behalf of my other colleagues, move for leave to introduce a Bill to provide

for salaries, allowances and privileges of members of the Senate and certain privileges of the Leader of the House and Leader of the Opposition in the Senate [The Members of Senate (Salaries and Allowances) Bill, 2023].

Mr. Chairman: Is it opposed? Not opposed. Now, I put the motion before the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The leave to introduce the Bill is granted. Order No.9. Senator Kauda Babar on behalf of others please move Order 9.

Senator Kauda Babar: I, Senator Kauda Babar, on behalf of my other colleagues, introduce the Bill to provide for salaries, allowances and privileges of members of the Senate and certain privileges of the Leader of the House and Leader of the Opposition in the Senate [The Members of Senate (Salaries and Allowances) Bill, 2023.

Mr. Chairman: The Bill stands introduced. Yes please.

سینیٹر کہدہ بابر: جناب والا! یہاں پر میں ایک چیز بتا دوں کہ جب بھی ہماری salaries, allowance and privileges کی بات آتی ہے تو لوگوں کو ایسا لگتا ہے کہ ہم اپنی تنخواہوں یا دیگر مراعات بڑھانے کی بات کر رہے ہیں جبکہ اس بل سے ہماری تنخواہوں یا دیگر مراعات پر کوئی فرق نہیں پڑ رہا ہے۔ یہ بل صرف اس لیے ہے کہ قومی اسمبلی اور سینیٹ کے جتنے بھی ارکان ہیں ان کی perks and privileges کو الگ الگ کیا جا رہا ہے کیونکہ ان کی مدت الگ ہوتی ہے۔ اس لیے ہم اپنا ایک الگ بل لا رہے ہیں۔ اس سے پارلیمان کے ارکان کے لیے الگ الگ دو بل ہو جائیں گے۔ اس سے ملک کے خزانہ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ اس سے مہنگائی پر بھی کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

Mr. Chairman: Order No.10, Senators Kauda Babar, Manzoor Ahmed, Mian Raza Rabbani, Syed Yousuf Raza

Gillani, Dilawar Khan, Farooq H. Naek and others. Please move Order No.10.

Consideration and passage of the Members of the Senate (Salaries and Allowances) Bill, 2023

Senator Kauda Babar: I, Senator Kauda Babar, on behalf of my other colleagues, move that the Bill to provide for salaries, allowances and privileges of members of the Senate and certain privileges of the Leader of the House and Leader of the Opposition in the Senate [The Members of Senate (Salaries and Allowances) Bill, 2023], be taken into consideration at once.

Mr. Chairman: Is it opposed? Not opposed. It has been moved that the Bill to provide for salaries, allowances and privileges of members of the Senate and certain privileges of the Leader of the House and Leader of the Opposition in the Senate [The Members of Senate (Salaries and Allowances) Bill, 2023], be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is carried. We may now take up second reading of the Bill that is clause by clause consideration of the Bill. Clauses 2 to 20. There is no amendment in Clauses 2 to 20, so I put these clauses as one question. The question is that clauses 2 to 20 do form part of the Bill?

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Clauses 2 to 20 stand part of the Bill. We may now take up Clause 1, the Preamble and the Title of the Bill. The question is that Clause 1, the Preamble and the Title, do form part of the Bill?

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Clause 1, the Preamble and the Title, stands part of the Bill. Senator Kauda Babar, on behalf of others, please move Order No.11.

Senator Kauda Babar: I, Senator Kauda Babar, move that the Bill to provide for salaries, allowances and privileges of members of the Senate and certain privileges of the Leader of the House and Leader of the Opposition in the Senate [The Members of Senate (Salaries and Allowances) Bill, 2023], be passed.

Mr. Chairman: It has been moved that the Bill to provide for salaries, allowances and privileges of members of the Senate and certain privileges of the Leader of the House and Leader of the Opposition in the Senate [The Members of Senate (Salaries and Allowances) Bill, 2023], be passed.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The Bill stands passed. Honourable Senator Kauda Babar, on behalf of others please move Order No.12.

[At this point, Azan-e-Jumma was heard in the House]

Mr. Chairman: Mr. Kauda Babar, Order No.12 please.

Introduction of [The Chairman Senate (Salaries, Allowances and Privileges) Bill, 2023]

Senator Kauda Babar: I, on behalf of my other colleagues, move for leave to introduce a Bill to provide for the salaries, allowances and privileges of the Chairman of the Senate [The Chairman Senate (Salaries, Allowances and Privileges) Bill, 2023].

Mr. Chairman: Is it opposed? I now put the motion before the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The leave to introduce the Bill is granted. Now, we take up Order No.13. Mr. Kauda Babar may please move it.

Senator Kauda Babar: I, on behalf of my other colleagues, hereby introduce a Bill to provide for the salaries, allowances and privileges of the Chairman of the Senate [The Chairman Senate (Salaries, Allowances and Privileges) Bill, 2023].

Mr. Chairman: The Bill stands introduced. We may now take up Order No.14 which is in the names of Senator Kauda Babar, Senator Manzoor Ahmed, Senator Mian Raza Rabbani, Senator Syed Yousuf Raza Gillani, Senator Dilawar Khan, Senator Farooq Hamid Naek, Senator Mushahid Hussain Sayed and other members of the Senate. Please move Order No.14.

Consideration and passage of [The Chairman Senate (Salaries, Allowances and Privileges) Bill, 2023]

Senator Kauda Babar: I, on behalf of my other colleagues, hereby move that the Bill to provide for the salaries, allowances and privileges of the Chairman of the Senate [The Chairman Senate (Salaries, Allowances and Privileges) Bill, 2023] be taken into consideration at once.

Mr. Chairman: I put this motion to the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Now, we take up second reading of the Bill. The question is that Clauses 2 to 23 do form part of the Bill?

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Clauses 2 to 23 stand part of the Bill. Now, we take up Clause 1, the Preamble and Title of the Bill. The question is that Clause 1, the Preamble and Title, do stand part of the Bill?

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Clause 1, the Preamble and Title, stands part of the Bill. We may now take up Order No.15 which is in the names of Senator Kauda Babar, Senator Manzoor Ahmed, Senator Mian Raza Rabbani, Senator Syed Yousuf Raza Gillani, Senator Dilawar Khan, Senator Farooq Hamid Naek and other members of the Senate. On their behalf, Senator Kauda Babar may please move Order No.15.

Senator Kauda Babar: I, on behalf of my other colleagues, hereby move that the Bill to provide for the salaries, allowances and privileges of the Chairman of the Senate [The Chairman Senate (Salaries, Allowances and Privileges) Bill, 2023] be passed.

Mr. Chairman: I put this motion to the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The Bill stands passed unanimously. We may now take up Order No.16 which is in the name of Senator Kauda Babar, Senator Manzoor Ahmed, Senator Mian Raza Rabbani, Senator Syed Yousuf Raza Gillani, Senator Dilawar Khan, Senator Farooq Hamid Naek, Senator Mushahid Hussain Sayed, Senator Afnan Ullah Khan, Senator Hafiz Abdul Karim, Senator Zeeshan Khan Zada, Senator Dr. Shahzad Waseem, Senator Seemee Ezdi, Senator Bahramand Khan Tangi, Senator Abida Muhammad Azeem, Senator Muhammad Tahir

Bizinjo and others. On their behalf, Senator Kauda Babar may please move Order No.16.

سینیٹر کہدہ بابر: جناب! یہ ڈپٹی چیئرمین والا بل ہے۔اسے پیش کر دیں؟

جناب چیئرمین: کر دیں۔اصل میں تو ہم ایکٹ الگ کر رہے ہیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ایک منٹ تشریف رکھیں! آپ کو time دوں گا۔ وہ ہم نے correct کر لیا تھا، وہ جو 3 روپے اور 30 والی بات ہے؟ میڈم! یہ 1975 کا ایکٹ ہے۔ میں آپ سے صرف یہ عرض کر دوں کہ اس میں دیا ہوا ہے، اس میں آپ بعد میں amendment ڈال دیں۔ میں ابھی صرف separation کر رہا ہوں۔ صحیح ہے، اسے ٹھیک کر دیتے ہیں۔ میڈم! ایک عرض کرنا چاہتا ہوں، آج ہی میڈم سے ایک amendment لے لیں، پھر ہم next میں اسے take up کر لیں گے۔ بالکل ٹھیک ہے۔ میں صرف عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے ایکٹ کو نہیں چھیڑا، 1975 میں جو ایکٹ بنا تھا، یہ وہی ایکٹ ہے، اس کو ہم نے صرف separate کر دیا ہے۔جی کہدہ بابر! آرڈر نمبر 16 پیش کریں۔

Introduction of [The Deputy Chairman Senate (Salaries, Allowances and Privileges) Bill, 2023]

سینیٹر کہدہ بابر: جناب! ان قوانین کو separate کرنے کی وجہ بھی یہی تھی کہ 1970s کے Acts ابھی تک چل رہے تھے، میڈم صحیح کہہ رہی ہیں کہ انہیں correct کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم انہیں میڈم کی amendment کے مطابق ضرور correct کریں گے۔

I, on behalf of my other colleagues, hereby move for leave to introduce a Bill to provide for the salaries, allowances and privileges of the Deputy Chairman of the Senate [The Deputy Chairman Senate (Salaries, Allowances and Privileges) Bill, 2023].

Mr. Chairman: Is it opposed? I now put this motion to the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The leave to introduce the Bill is granted. Order No.17 stands in the name of Senator Kauda Babar, Senator Manzoor Ahmed, Senator Mian Raza Rabbani and others. Please move Order No.17.

Senator Kauda Babar: I, on behalf of my other colleagues, hereby introduce the Bill to provide for the salaries, allowances and privileges of the Deputy Chairman of the Senate [The Deputy Chairman Senate (Salaries, Allowances and Privileges) Bill, 2023].

جناب چیئرمین: میڈم! اس کو ہم ابھی ٹھیک کر دیں گے۔ آپ کی جو بات ہے، اسے ہم نے enter کر لیا ہے، ہم اسے correct کر کے آپ کو دے دیں گے۔

The Bill stands introduced. We may now take up Order No.18 which stands in the name of Senator Kauda Babar, Senator Manzoor Ahmed, Senator Mian Raza Rabbani, Senator Syed Yousuf Raza Gillani, Senator Dilawar Khan and others. Please move the Order.

<u>Consideration and passage of [The Deputy Chairman Senate (Salaries, Allowances and Privileges) Bill, 2023]</u>

Senator Kauda Babar: I, on behalf of my other colleagues, hereby move that the Bill to provide for the salaries, allowances and privileges of the Deputy Chairman of the Senate [The Deputy Chairman Senate (Salaries, Allowances and Privileges) Bill, 2023] be taken into consideration at once.

Mr. Chairman: Is it opposed? No. I put this motion to the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Now, we take up second reading of the Bill. The question is that Clauses 2 to 24 do form part of the Bill?

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Clauses 2 to 24 stand part of the Bill. Now, we take up Clause 1, the Preamble and Title of the Bill. The question is that Clause 1, the Preamble and Title, do stand part of the Bill?

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Clause 1, the Preamble and Title, stands part of the Bill. We may now take up Order No.19 which is in the name of Senator Kauda Babar, Senator Manzoor Ahmed, Senator Mian Raza Rabbani, Senator Syed Yousuf Raza Gillani, Senator Dilawar Khan, Senator Dr. Shahzad Waseem and others. Senator Kauda Babar may please move Order No.19.

Senator Kauda Babar: Sir, I, Senator Kauda Babar and on behalf of my other colleagues, move that the Bill to provide for the salaries, allowances and privileges of the Deputy Chairman of the Senate [The Deputy Chairman Senate (Salaries, Allowances and Privileges) Bill, 2023], be passed.

Mr. Chairman: It has been moved that the Bill to provide for the salaries, allowances and privileges of the Deputy Chairman of the Senate [The Deputy Chairman Senate (Salaries, Allowances and Privileges) Bill, 2023], be passed.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is adopted and the Bill has been passed unanimously. Thank you. Senator Irfan Siddiqui Sahib.

(Interruption)

جناب چیئرمین: آپ نے dissenting note دے دیا، میں عرفان صدیقی صاحب کے بعد آپ کو موقع دوں گا۔ یہ Bill pass ہو گیا ہے، اب آپ اس پر بات کریں یا نہ کریں ایک ہی بات ہے۔ جی صدیقی صاحب۔

Senator Irfan-ul-Haque Siddiqui

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: شکریہ، جناب چیئرمین! میں انتہائی اختصار کے ساتھ ایک، دو باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ مشاہد حسین صاحب! آپ کی توجہ چاہیے۔ ایک تو آج کے موضوع کے حوالے سے صرف ایک، دو منٹ کے لیے بات کروں گا لیکن میں نے بنیادی طور پر آپ سے وقت لیا ہے کہ آپ حال ہی میں روس تشریف لے گئے تھے اور وہاں آپ نے ان کی پارلیمنٹ سے اردو میں خطاب کیا۔ میں اپنی طرف اور ایوان کی طرف سے آپ کو اردو میں خطاب کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: آپ نے بہت اچھی روایت ڈالی ہے اور اس روایت کے تسلسل کے لیے میں گزارش کروں گا اور پھر کسی دن باضابطہ کوئی tool بھی لے کر آؤں گا کہ House of the Federation جسے اردو میں ایوان وفاق کہنا چاہیے، اس ایوان وفاق میں ہم کارروائی کو بھی maximum اردو میں کر سکیں تو بہت اچھا ہو گا۔ آپ کا یہ خراج تحسین مجھ پر قرض تھا، میں اسے ادا کرنا چاہتا تھا۔

جناب چیئرمین: جی بڑی مہربانی۔ اس اردو کو ٹھیک کرنے میں عرفان صدیقی صاحب کا بڑا کردار ہے، انہوں نے میرے ساتھ بیٹھ کر اسے ٹھیک کیا تھا۔ شکریہ جی، مہربانی، آپ کا بھی بہت شکریہ۔

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: جناب والا! اس خراج تحسین کے بدلے میں مجھے دو منٹ دے دیں۔

جناب چیئرمین: جی بتائیں۔

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: جناب والا! مشتاق صاحب میرے بہت اچھے دوست ہیں۔ میں پہلے BAP کے اراکین کو مبارک باد دیتا ہوں کہ آج انہوں نے حقیقی طور پر ایک شفیق باپ کا کردار

ادا کیا ہے۔ تاریخ میں اس شفیق باپ کا کردار درج ہو گیا ہے۔ یہ تاریخ میں ان کے بہت اچھے کارناموں میں آئے گا اور ان شاء اللہ ہم بھی اس کا ہمیشہ خیال رکھیں گے۔

جناب والا! مشتاق صاحب نے کہا کہ یہ person specific ہے، خیر یہ person specific نہیں ہے لیکن اگر یہ person specific ہے تو مجھے یہ بتائیں کہ جب person specific عدالتیں بنتی ہیں، جب person specific JIT بنتی ہے، جب person specific whatsApp calls ہوتی ہیں، جب person specific bench بنتے ہیں، جب person specific جا کر ججوں پر دباؤ ڈالا جاتا ہے کہ ان کے مقدمات نہ سنیں، ہم اس وقت کیوں خاموش رہتے ہیں؟ ہم کیوں اس وقت نہیں بولتے؟ بھٹو سے لے کر اب تک ہماری پوری تاریخ person specific عدالتی فیصلوں سے بھری پڑی ہے اور ان فیصلوں کی زد مشتاق صاحب پر بھی پڑ سکتی ہے، دوسروں پر بھی پڑ سکتی ہے۔ بات یہ ہے کہ اس ایوان کا جو اختیار ہے، اسے کیوں بروئے کار نہیں آنے دیتے، اگر آئین خاموش ہے کہ نااہلی کی maximum مدت کتنی ہونی چاہیے اور اس خاموشی میں یہ ایوان جو آئین ساز بھی ہے، اپنا ایک جملہ ڈال دیتا ہے کہ اس کی maximum مدت اتنی ہونی چاہیے تو میرے خیال میں اس میں اتنی کشادہ دلی ہونی چاہیے۔ اگر یہ person specific ہے تو اس person کے ساتھ اتنی نفرت نہیں ہونی چاہیے کہ ہم یہ حق جو دوسروں کو مل رہا ہے، ان سے بھی چھین لیں۔ اب یہ حق سب کو مل رہا ہے، پاکستان کے عوام کو مل رہا ہے۔ ایک شخص کا بنیادی حق ہے کہ وہ عوام کے سامنے جائے اور کہے کہ تم مجھے پسند کرتے ہو یا نہیں کرتے ہو، آپ کہتے ہیں کہ 'نہیں'۔ (3) Article 184 کے تحت عمر بھر نااہل کرنے کا اختیار آئین میں لکھا ہے؟ نہیں لکھا ہوا۔ آپ انہیں تو اختیار دے دیتے ہیں کہ وہ جس طرح مرضی interpret کریں، ہمیں یعنی اپنے آپ کو اختیار دیتے ہوئے ہم سو سو بہانے تراشتے ہیں۔ مجھے اس تاویل کی سمجھ نہیں آتی۔

حقیقت یہ ہے کہ آج کا قانون ایک تاریخی قانون ہے، جو ظلم و زیادتی ہمارے عدالتی ایوانوں سے ہوتی رہی۔ آج بھی وہ ہمیں یہ کہہ رہے ہیں کہ نظر ثانی کی گنجائش ہے اسے appeal میں کیوں بدلتے ہیں۔ جب آپ بنیادی فیصلہ ہی سپریم کورٹ میں کرتے ہیں، نہ وہ civil judge کے پاس گیا، نہ وہ session judge کے پاس گیا، نہ وہ ہائیکورٹ میں گیا، آپ direct ایک

فیصلہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نظر ثانی کو appeal کیوں؟ یعنی ایک شخص کو appeal کا بھی حق نہیں ہونا چاہیے۔ ہم نے یہ کہا ہے کہ (3) Article 184 کے تحت آپ براہ راست سزا دیتے ہیں، آپ اسے ایک appeal کا حق دے دیں، اس میں کون سی ناانصافی کی بات ہے، یہ بھی کوئی person specific بات ہے لیکن وہ اس میں بھی کیڑے نکال رہے ہیں کہ ہاں جی بات تو بڑی ٹھیک ہے لیکن یہ amendment میں آئے گی۔ آپ نے بیسوؤں فیصلے ایسے کیے ہیں جو آئین سے متصادم ہیں۔ جب آپ نے پنجاب اسمبلی کے ووٹوں کے بارے میں کہا کہ ان کے ووٹ شمار نہیں ہوں گے، آپ نے یہ کہاں سے لیا، یہ کس قانون اور آئین میں لکھا ہوا ہے؟

جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ آج اس ایوان نے اپنا اختیار اور اپنے اقتدار اعلیٰ کو exercise کیا ہے۔ اگر کسی کو کوئی ناپسند ہے تو اسے پیش نظر رکھتے ہوئے آئین کو، بنیادی حقوق کو مسخ نہیں کرنا چاہیے اور اتنا تنگ دل نہیں ہونا چاہیے کہ وہ رعایتیں، تارڑ صاحب نے بہت اچھا کہا ہے کہ ہم جس وقت NAB ترامیم کر رہے تھے تو وہاں سے بہت زیادہ شور اٹھا، کاپیاں پھاڑ دی گئیں کہ یہ خود کو NRO دے رہے ہیں جبکہ اس پر سب سے پہلا فائدہ ان کے لیڈر نے اٹھایا اور اب بھی اٹھا رہے ہیں۔ اس لیے قوانین اور ترامیم، ناانصافیوں کا ازالہ کرنے کے لیے جو کوششیں ہوتی ہیں وہ سب کے لیے ہوتی ہیں، اس کو اسی پیمانے سے لیا جانا چاہیے۔ مجھے دکھ ہے کہ مشتاق صاحب نے اسے person specific کہا، اگر یہ person specific ہے بھی تو جس شخص کے ساتھ ظلم ہوا، جس کے ساتھ زیادتی ہوئی، جس کے ساتھ ناانصافی ہوئی، جس کے بارے میں پوری پاکستانی قوم جانتی ہے کہ بیٹے سے تنخواہ نہیں لی، گھر بھیج دیں۔ اگر ہم نے اس ناانصافی کا ازالہ کرنے کے لیے بھی ہم نے کیا ہے تو بھی انہیں یہ قبول کر لینا چاہیے، یہ بہت بڑی ناانصافی ہوئی ہے۔ آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے چند گزارشات پیش کرنے کا موقع دیا۔

جناب والا! میں دوبارہ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ نے اردو کا بھرم رکھا۔ ابھی رانا مقبول صاحب نے ایک لفظ 'سامراج' استعمال کیا۔ اردو بڑی خوبصورت زبان ہے۔ اس میں دنیا کی ساری زبانوں کے الفاظ آ جاتے ہیں۔ بنیادی طور پر 'سامراج' دو الفاظ ہیں، آپ نے ایک لفظ 'انکل سام' سنا ہو گا، ہم انگریز کو انکل سام کہتے تھے، 'راج' کا مطلب حکمرانی، ان دو الفاظ کو ملا کر اردو نے اسے سامراج بنا دیا، یعنی حکمرانی انگریز کی، مغرب کی حکمرانی۔ اسی طرح اردو میں اتنی خوبصورت الفاظ

سازی ہوئی ہے کہ اگر ہم اسے استعمال کر کے دیکھیں۔ آپ دیکھیں کہ آپ کو خود Russian لوگوں نے کتنا خراج تحسین پیش کیا۔

جناب چیئرمین: Russians نے کہا کہ ہم تو بڑے خوش ہیں، اس دن انہوں نے اپنی پارلیمنٹ میں اردو کے ترجمان مقرر کیے کہ اردو سے Russian میں translate کر سکیں۔ مشتاق صاحب! ایک سیکنڈ والا کام ہے۔ جی مشاہد حسین صاحب۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: مشتاق صاحب! کوئی financial implication نہیں ہے۔ شکریہ۔ جی مشاہد حسین سید صاحب۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ان کے بعد آپ کی باری ہے پھر نماز کے لیے جائیں گے، فدا صاحب! میں نے آپ کو کہہ دیا ہے۔ جی۔

<u>Senator Mushahid Hussain Sayed</u>

سینیٹر مشاہد حسین سید: جناب چیئرمین! دو مبارک بادیں ہیں، ایک تو your visit to the Russia was a very good visit. آپ نے اچھا initiative لیا and I think that visit helps strengthen Pakistan-Russia relations. Language is a means of communication, قائداعظم محمد علی جناح نے انگریزی بول کر، انگریزوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پاکستان بنایا، he had no army, he had no ISI, he had no atom bomb لیکن قوت ایمانی، کردار، عوام کی حمایت اور ایک سیاسی جماعت۔

آپ کے دورے کا دوسرا نیک شگون یہ ہوا کہ اس کے بعد ہمارے لیے راستے کھل گئے اور تیل بھی آ گیا۔ آج ایک بڑی اہم بات ہوئی ہے کہ we talk of the House of Federation آج واقعی جو اس کی اپنی شناخت اور اپنا رول ہے وہ آپ نے جو بل پیش کروایا، وہ کر دیا۔ and just one or two things جو اس debate پر بات ہوئی۔

جب یہ 2017 میں میاں صاحب کے حوالے سے ہوا تھا،

I was the first man, and I was the only man to say in this House that this is a soft coup, it was a soft coup done by the then military establishment through the judiciary. We should call a spade a spade.

میں نے اس وقت یہ بھی کہا تھا کہ یہ سیاسی قیدی ہیں، یہ political ground پر کیا گیا ہے۔ اس میں ذوالفقار علی بھٹو کی پھانسی بھی،

it was again a judicial murder done by the Supreme Court at the behest of the then military establishment.

ایک اور بہت بڑا کیس بھی تھا کہ 1975 میں جب سپریم کورٹ نے نیشنل عوامی پارٹی کو ban کیا، ولی خان کو غدار کہا، وہ بھی غلط تھا۔ اس لیے تینوں کیس ولی خان کے، ذوالفقار علی بھٹو کے، میاں نواز شریف کے، they have never been seen as precedents. تو جو غلط چیز ہے وہ غلط ہے اور اس وقت بھی میں سمجھتا ہوں کہ انسانی حقوق کی پامالی نہیں ہونی چاہیے، and politicians' trial under rule of law ہونا چاہیے rule of law، military court is not acceptable. یہ نہیں ہونا چاہیے، Let us have law کو follow کریں۔ جو بات ماضی میں غلط تھی وہ اب بھی غلط ہے۔ that rule and let us follow principles. اور وہ ماضی کی غلطیاں نہ دھرائیں، غلطیاں تو ہم نے کرنی ہیں۔ نئی غلطیاں کریں۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: شکریہ، جی فدا صاحب۔

سینیٹر فدا محمد: میں ابھی بجٹ پر بات کروں یا نہ کروں۔

جناب چیئرمین: نہیں، Monday کو کرلیں۔

سینیٹر فدا محمد: ٹھیک ہے Monday کو کرلوں گا۔

جناب چیئرمین: شکریہ جناب۔

<u>Senator Fida Muhammad</u>

سینیٹر فدا محمد: جناب چیئرمین ہمارے معزز رکن اس پارلیمنٹ کے، آپ سارے بھی، میں ابھی یہی سن رہا ہوں کہ یہ سپریم ہے، یہ ایوان بالا ہے اور ایک سیکرٹری صاحب پورے ایوان میں، چیئرمین صاحب بھی بیٹھے ہیں، ان کی موجودگی میں اس نے ایک پارلیمنٹ کے ممبر کو کہا ہے کہ میں

آپ کو سننا نہیں چاہتا ہوں۔ اور جو زبان انہوں نے استعمال کی ہے اس کے خلاف ابھی بیس دن پہلے ہم اس پر تحریک استحقاق بھی لائے ہیں۔ ابھی تقریباً ایک ماہ ہونے والا ہے کہ کوئی meeting وغیرہ بھی نہیں ہو رہی ہے اور پٹرولیم کے چیئرمین صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔

آپ سب کہہ رہے ہیں کہ یہ سپریم ہے، اللہ کی ذات کے بعد یہ سپریم ہے۔ کس چیز کی supremacy ہے، کس ایوان کی بات کر رہے ہیں؟ کس احترام کی بات کر رہے ہیں، کس پارلیمنٹ اور کس جمہوریت کی بات ہوتی ہے۔ یہ آسمان سے کوئی فرشتے تو نہیں آتے کہ وہ ہمارے لیے یہ بھی کریں۔ ہم ایک دوسرے کی کھینچائی کرتے ہیں، کل بھی اس پارلیمنٹ میں ایک بندے نے، ہمارے ایک ممبر، ایک رکن نے اس پارلیمنٹ کے ممبروں کے لیے جو زبان استعمال کی ہے اس کو چاہیے کہ وہ شیشے میں کھڑا ہو کر دیکھے کہ میں نے کیا کہا اور کس کو کہا ہے۔ اپنے آپ کو کہا ہے یا کسی اور کو کہا ہے۔

اس پارلیمنٹ کو عزت دینے والے آپ بھی ہوں گے، آج میں فخر سے کہہ سکتا ہوں اور اس میں یہ بھی ایک بات کہ ابھی 1984 سے میں، اس ایوان کی طرف سے، اپنی طرف سے آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ ایک کردار آپ چھوڑ رہے ہیں اس ایوان کے لیے، اس پارلیمنٹ کے لیے، 1984 کا کارپٹ ابھی تک پڑا تھا، جو پارلیمینٹرین جاتا تھا، اس کے بوٹ سے جو گرد اڑ رہی تھی، وہ سارے تقریباً 80% chest patients تھے، ان کو الرجی تھی۔ وہ آپ نے change کیا، یہ ایک تاریخی بات ہے۔ یہ ابھی میں دیکھ رہا ہوں، یہ سارے دیکھ رہے ہیں۔ آپ 'سی' بلاک میں جائیں، وہاں چوہوں کی بھرمار تھی۔ یہ تاریخ چھوڑ رہے ہیں۔ اور بھی اس کرسی پر لوگ گئے ہیں اور انہوں نے بھی ایک تاریخ چھوڑی ہے۔

میں اپنی طرف سے، اللہ گواہ ہے کہ اس بات سے دل سے خوش ہوں اور ہر جگہ پر، اپنے دوستوں میں یا باہر لوگوں میں جب میں بیٹھتا ہوں کہ آپ نے آج جو کچھ اس ملک کے لیے، اس پارلیمنٹ کے لیے کیا ہے، اس کو جو عزت دی ہے، جو اس ایوان کے لیے کر رہے ہیں یہ ہم سب کے لیے کر رہے ہیں۔ آج بھی ہم کہتے ہیں کہ ہم جھوٹ نہیں بولتے ہیں۔ یہ کونسی بات ہے کہ دس روپے کلومیٹر پر آج بھی ہم کہتے ہیں کہ ہم سفر کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: اسی لیے تومیں نے قانون بدلا ہے جس کو مشتاق صاحب کہتے ہیں کہ نہ، نہ کریں۔

سینیٹر فدا محمد: یہ کام اللہ پاک ہر کسی سے نہیں لیتا ہے اور ان شاء اللہ مجھے اللہ پر یقین ہے کہ وہ آپ کے ساتھ ہے اور یہ پارلیمنٹ بھی آپ کے ساتھ ہے۔ اس میں سیاست سے بالا تر ہو کر آپ جو کچھ کر رہے ہیں، وہ اس پارلیمنٹ کے لیے کر رہے ہیں۔ ہمیں ایسے لوگوں پر فخر ہے۔

Mr. Chairman: Thank you.

سینیٹر فدا محمد: لیکن یہی ہے کہ اس privilege کے لیے، آپ اس پر بھی action لیں۔

جناب چیئرمین: اس کے لیے وزیراعظم صاحب سے بات کروں گا۔ ابھی وزیر قانون میرے چیمبر میں آئیں گے، میں ان سے بھی بات کروں گا، وزیراعظم صاحب سے بھی کروں گا۔

سینیٹر فدا محمد: ایک یہ بات ہے کہ ایک سینیٹر تھا، میڈیا والے بیٹھے ہوئے تھے، مولانا عطاء الرحمٰن صاحب تھے، چیئرمین صاحب تھے اور اس نے جس انداز میں بات کی، اس نے کہا کہ مجھ سے کوئی پوچھنے والا ہے؟ ہم یہاں پر آتے ہیں اور کہتے ہیں یہ سپریم ہے۔

جناب چیئرمین: میں بالکل بات کروں گا، بالکل بات کروں گا۔

سینیٹر فدا محمد: ہماری عزت آپ کے ہاتھ میں ہے۔

جناب چیئرمین: Rest assured, میں آج ان شاء اللہ بات کرلوں گا۔ ابھی وزیر صاحب اور میں بیٹھ جائیں گے اس پر بات کرلیں گے۔ وزیراعظم صاحب کو بھی بتائیں گے۔

سینیٹر فدا محمد: ایک بار میں پھر آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ آپ نے جو کام کیے ہیں اور آج جو کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کا اور بھی ساتھ دے۔

جناب چیئرمین: میں اپنی ڈیوٹی کر رہا ہوں، آپ بھی اپنی ڈیوٹی کریں۔

The House stands adjourned to meet again on Monday, the 19th June, 2023, at 3:00 p.m.

[The House was then adjourned to meet again on Monday, the 19th June, 2023 at 3:00 p.m.]

Contents

Senator Kauda Babar 40, 41, 42, 43, 44, 45, 47, 48
Senator Shahadat Awan 20, 25, 26, 39
سینیٹر اعظم نذیر تارڑ 13, 20, 21, 23, 32, 37, 38
سینیٹر حافظ عبدالکریم 27
سینیٹر دلاور خان 28
سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم 21, 25, 30
سینیٹر ڈاکٹر محمد ہمایوں مہمند 38
سینیٹر رانا مقبول احمد 13, 18, 19
سینیٹر شہادت اعوان 20
سینیٹر عرفان الحق صدیقی 49
سینیٹر فدا محمد 53, 55
سینیٹر کہدہ بابر 41, 46
سینیٹر محمد طاہر بزنجو 36
سینیٹر مشتاق احمد 2, 3, 5, 6, 9, 12, 13, 31
سینیٹر منظور احمد 36
سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری 37
سینیٹر یوسف رضا گیلانی 34
سینیٹر رانا مقبول احمد 16
سینیٹر مشاہد حسین سید 52